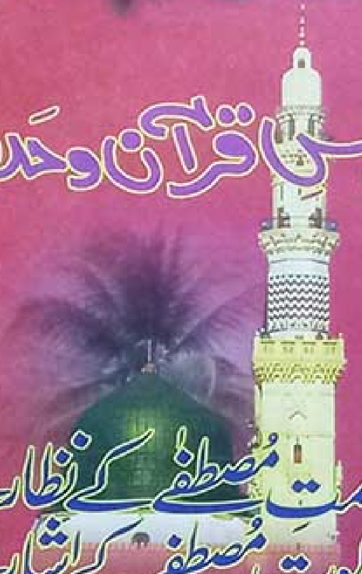
ماہنامہ
مُجلّۃ الحقیقہ
شکرگڑھ پاکستان
فروری ۲۰۰۱ء ذیقعد ۱۴۲۱ھ

شیرانِ اسلام کے ترجمان

"مجلۃ الحقیقہ" کا اجرا وقت کی اہم ضرورت



درسِ قرآن وحدیث

عظمتِ مصطفےٰ کے نظارے
سطوتِ مصطفےٰ کے اشارے

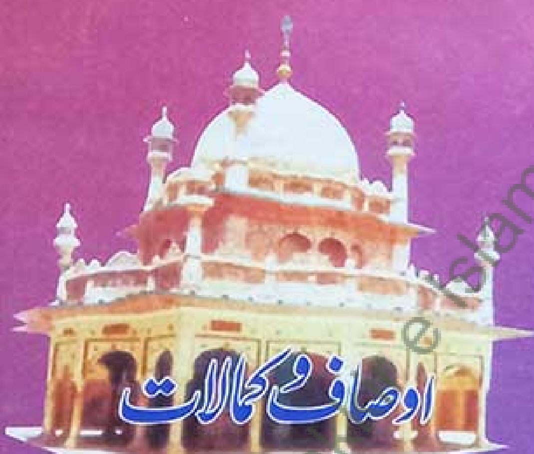
نئی صدی کا حُسنِ آغاز

تنظیمِ شیرانِ اسلام (پاکستان) کا مقصدِ وحید



تحریکِ جہاد بریگیڈ III

کے سرفروشوں کی ترک وتاز



اوصاف وکمالات

حُضور نقشِ لاثانی

اُمتِ مُسلمہ تقویۃ الایمانی شرکیات اور بدعات کی زد میں

حمد و نعت

پروفیسر محمد حسین آسی

اللہ کے سوا بھلا کون آفریں ہے کون
محبوب کبریا ﷺ سا جہاں میں حسیں ہے کون

اللہ کے وجود پہ سب سے بڑی دلیل
الصادق اور کون ہے اور الامیں ہے کون

اللہ نے بنایا انھیں جان کائنات
کون و مکان میں ان کے سوا ہر کہیں ہے کون

کافی ہے اے کلیم تمہیں ان کو دیکھ لو
سرکار ﷺ دیکھ آئے ہیں پردہ نشیں ہے کون

ان کے حضور بیٹھے ہیں سب، فرق ہی نہیں
صحرا نشیں ہے کون تو سدرہ نشیں ہے کون

ایمان دل میں اور ہیں ایمان میں حضور ﷺ
پردہ بہ پردہ ان کے سوا دلنشیں ہے کون

محشر پہ بھی ہے شافع محشر پہ بھی یقیں
پھر پوچھتے ہو لائق خلد بریں ہے کون

اپنا بغیر رحمت عالم ﷺ نہیں کوئی
اپنا بفضل رحمت عالم ﷺ نہیں ہے کون

ان سے نہیں ہے پیار تو ایمان بھی نہیں
اصل یقین و حاصل شرع متیں ہے کون

جو بہترین شیخ کا ہے کم ترین غلام
آسی ترے سوا وہ یہاں کمتریں ہے کون

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

قسط دوم

قرآن حکیم کا اپنا انداز:۔ قرآن حکیم نے یقیناً توحید کو بڑی آب وتاب کے ساتھ پیش کیا ہے اور بار بار شرک سے روکا ہے۔ کہیں فرمایا

انَ الشِرك لظُلمٌ عظيمٌ O لقمان۔۱۳ ترجمہ: بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

اور کہیں اعلان فرمایا

انَ اللّه لا يغفرانْ يُشرك به ويغفرُ ما دُون ذلك لمنْ يَشآء (النسآء ۱۱۶)

ترجمہ: اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جسے چاہے معاف فرمادے۔

پھر بھی اس نے محبوبانِ خدا کے کمالات بیان فرمائے اور پورے اہتمام سے بیان فرمائے بلکہ اگر قرآن بیان نہ فرماتا تو ہزاروں برس پہلے کے گزرے ہوئے انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے کمالات انسانی فکر ونظر اور عقل وعلم سے اوجھل رہتے۔ موجودہ توریت وانجیل وغیرہ میں اس بارے میں جو کچھ مذکور ہے۔ قطعاً قابلِ اعتماد نہیں (اوران کے بظاہر ماننے والے بھی ان سے مطمئن نہیں) سوچئے اگر ان کمالات سے کفر وشرک کو ہی تقویت ملنی تھی تو ان کو کیوں بیان کیا جاتا بلکہ خدائے قادر وقیوم انھیں اپنے پاک بندوں کو عطا ہی نہ فرماتا۔ اللہ کا نبیوں رسولوں کو معجزات عطا فرمانا اور پھر اپنی آخری وابدی کتاب میں ان کا ذکر کرنا اسی لئے ممکن ومتصور ہے کہ ان کا شرک وکفر کی اشاعت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ ان کے ذریعے خدائے بزرگ وبرتر کی توحید کا تصور مضبوط، واضح اور بصیرت افروز واطمینان بخش ہوجاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ قادر ومطلق کی قدرت وعظمت کی سب سے بڑی دلیل وہی ہے جو کسی نبی و رسول کے معجزے یا کسی ولی کامل کی کرامت کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے (جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ثابت ہوتا ہے)

اس سلسلے میں سب سے زیادہ غور طلب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں۔ عیسائی انھیں بن باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے خدا ماننے لگے اور قرآنِ پاک کے نزول کے وقت عیسائیوں میں سب سے زیادہ شور ان کی خدائی کا ہی مچایا جارہا تھا۔ سعدی فکر، کے مطابق احتیاط کا یہی تقاضا تھا کہ اُن کے کمالات پوری طرح سے چھپانے کی کوشش کی جاتی بلکہ جس طرح عیسائیوں نے یہودیوں کے طعنوں سے بچنے کے لئے حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کا منگیتر یوسف نجار کے نام سے گھڑ لیا تھا اسی طرح قرانِ پاک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو عام انسانوں کی پیدائش کی طرح بیان کرتا اور یوسف نجار یا اس جیسے کسی اور آدمی کو حضرت مریم علیہا السلام کا شوہر قرار دے دیتا (معاذ اللہ) مگر اللہ کی سچی کتاب نے جو سچی بات تھی وہی بیان کی۔ یوسف نجار کا ذکر تک نہیں کیا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو اللہ ذوالجلال کی قدرتِ کاملہ کی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ ان کی ولادت سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام کے سیرت وکردار کا نقشہ کھینچا اور ان کی کرامت کے طور پر بے موسمی پھلوں کا اُن کے حجرے میں لایا جانا اس معجزے کی تمہید بن گیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ گویا انھیں پھل ملتے تھے تو ظاہری اسباب سے۔ برعکس اور پھر انھیں لختِ جگر ملا تو بھی ظاہری سبب کے بغیر۔ اس سے صاف پتا چل گیا اللہ خالق ومسبب الاسباب ہے۔ اسباب کا محتاج یا پابند نہیں۔ اور اس کی یہ شان جس مخلوق سے ظاہر ہوگی، اسے بھی وہ اسباب کا محتاج نہ رہنے دے گا۔ دیکھئے قرانِ پاک اس واقعے کو کس طرح بیان فرماتا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کو فرشتوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دی تو

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ط قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ O (آل عمران۔۴۷)

ترجمہ: بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا، فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جب کسی کام کا فیصلہ فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا، وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات علمی و عملی کا بیان شروع ہوا۔ یعنی جس بچے کی خوشخبری دی جا رہی ہے، وہ کس شان کا ہوگا۔

وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ (۴۸) وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ لا اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَہَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا م بِاِذْنِ اللّٰہِ ج وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ج وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۴۹)

ترجمہ: اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔ اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔ یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندکی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔ اگر تم مومن ہو۔

ذرا ان الفاظ پر غور فرمائیے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات وتصرفات میں کیا وسعت ہے، توریت وانجیل وغیرہ کے علم کے علاوہ فرماتے ہیں۔

۱۔ میں مٹی کی مورت بنا کر اس میں پھونک ماردوں تو خدا کے فضل سے سچ مچ کا پرندہ بن جائے۔

۲۔ میں مادر زاد اندھے، پھلبہری والے مریض کو خدا کے حکم سے شفا دیتا ہوں

۳۔ میں باذنِ الٰہی مردے زندہ کرتا ہوں۔

۴۔ میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم گھروں میں کھاتے اور جو تم (نہیں کھاتے بلکہ) جمع رکھتے ہو۔

دیکھئے، اللہ کے وہ نبی علیہ السلام جنھیں عیسائی خدا سمجھتے ہیں، انھیں پرندہ بنانے کی طاقت عطا فرما کر کس اہتمام سے اور کس کتاب میں اس کا اعلان کیا جارہا ہے۔ بالخصوص اس وقت جب یہی قرآن مشرکوں سے اُن کے معبودانِ باطلہ کے بارے میں یوں مخاطب ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ط (الحج۔۷۳)

ترجمہ: وہ جنھیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو، ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں۔

اُدھر مشرکوں کے تمام جھوٹے معبود مل کر بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے، ادھر ایک پیغمبر علیہ السلام کو پورا پرندہ بنانے کی طاقت عطا فرما کر اس کا اعلان کیا جارہا ہے اور وہ بھی آخری کتاب میں۔ تاکہ رہتی دنیا تک بتوں کی بے بسی اور نبی کی طاقت کا چرچا ہوتا رہے۔ عیسائی جنھیں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہنے کا جنون

ہے یہ کہہ کر چپ کرا دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے یہ کمالات ذاتی نہیں بلکہ باذن اللہ ہیں یعنی عطائی ہیں۔ مگر افسوس دورِ حاضر کے زبان دراز مفسر بتوں اور پیغمبروں کو ایک جیسا بے بس سمجھتے ہیں۔

ان آیات میں دو بار 'اٰیۃً' (نشانی) کا لفظ آیا ہے۔ ایک بار خطاب کے آغاز میں اور دوسری بار آخر میں۔ گویا یہ معجزات اوّل سے آخر تک عیسیٰ علیہ السلام کے رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (بنی اسرائیل کے رسول) ہونے کی دلیل ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو رسول مان لیا گیا تو توحیدِ خداوندی خود بخود ثابت ہوگئی۔ ان معجزات میں سے پہلا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی شانِ خالقیت کا مظہر بتا رہا ہے، دوسری اُنھیں لاعلاج بیماریوں کا 'شافی' ظاہر کر رہا ہے، تیسرا مُردوں کو زندہ کرنے کی طاقت کا اعلان کر رہا ہے اور چوتھا اُن کے علمِ غیب کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے۔ اب فرمایئے، انبیاء علیہم السلام اولیاء علیہم الرحمۃ کے کمالات کے منکروں کی 'توحید' کہاں گئی۔ کیا قرآنِ پاک کی رُو سے اللہ کے سوا کوئی شفا بخش، کوئی نفع ونقصان کا مالک، کوئی مردوں کو زندہ کرنے والا اور کوئی دانائے غیوب ہوسکتا ہے۔ ہاں اللہ کے سوا خود بخود ان صفات کا حامل کوئی نہیں ہوسکتا، مگر اللہ کے فضل واذن سے ہوسکتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تمام صفات اُن کی ذات کی طرح حادث ممکن، مقدور، غیر مستقل، متناہی اور الٰہ کی صفات اس کی ذات کی طرح قدیم، واجب، غیر مقدور، مستقل اور غیر متناہی ہیں

عیسی علیہ السلام کی ان تمام صفات کو بیان کرنے کے بعد پھر فرمایا

'بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے بشرطیکہ تم مومن ہو'۔

موجودہ مذہبی تناظر میں ان الفاظ پر غور کیا جائے تو یوں لگتا ہے جیسے قرآن ان ''سعیدیوں'' سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے کہ تمھیں ایمان میسر ہے تو اطمینانِ قلب کے لئے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے کمالات کی یہ روشن دلیل ہے جو یہاں بیان ہوئی ہے۔ اور اگر ایمان سے خالی ہو تو جو چاہے اناپ شناپ بکتے رہو۔

ان صفات کا تقاضا:۔ عیسیٰ علیہ السلام کی ان صفات کا تقاضا ظاہر ہے کہ خدا کہ مخلوق اگر خدا کی شانِ خالقیت کا جلوہ دیکھنا چاہے، لاعلاج بیماریوں سے نجات حاصل کرنا اور اپنے مردوں کو زندہ کرنا چاہے تو آپ کے دروازے پر آئے۔ دوسرے لفظوں میں جیسے توریت وانجیل کے علم کے حصول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دروازے پر جانا ضروری تھا یونہی مادرزاد اندھے کو آنکھوں کا نور اور برص کے مریض کو شفا حاصل کرنے کے لئے بھی پیغمبر علیہ السلام بنی اسرائیل کے دروازے پر حاضر ہونا عین منشاءِ خداوندی تھا۔ بلکہ جو بیکس اور حسرت زدہ لوگ اپنے کسی مُردے کو زندہ کرانا چاہتے، اُن کے لئے بھی یہاں کی حاضری حصولِ مقصد کا یقینی ذریعہ تھی۔ یعنی پیغمبرِ خدا علیہ السلام کا آستانہ وہ دارالشفاء ہے جہاں بیمار ہی صحت یاب نہیں ہوتے بلکہ موت بھی حیات بن جاتی ہے۔ تو جو بیمار اور محتاج نبی علیہ السلام کے دروازے پر دادرسی کے لئے آئے ہیں، خود نہیں آئے۔ انھیں خدا نے بھیجا ہے۔ یہ نفوسِ قدسی دنیا کے ڈاکٹروں اور طبیبوں کی طرح نہیں ہوتے کہ کبھی شفا ہو اور کبھی نہ ہو۔ چونکہ اللہ نے انھیں مشکل کشائی اور حاجت روائی کا منصب سونپا ہے لہٰذا یہاں بھی مشکل کا حل نہ ہونا اور حاجت کا پورا نہ ہونا اللہ کی قدرت وصداقت کے خلاف ہے۔ ان آیتوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا اپنا اعلان ہے کہ 'میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھوں کو انکھیارا اور برص کے بیماروں کو شفا دیتا ہوں، اب اللہ کا اپنی طرف سے اعلان ملاحظہ ہو' وہ خود جناب عیسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے۔

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۱۱۰ کے درمیانی الفاظ

وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ج وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ

فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ج وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی

باذنی ج.....(الخ)

ترجمہ: اور جب میں نے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل، اور جب تو مٹی سے پرندکی سی صورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا.....(الخ)

مختصر یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' میں خدا کے اذن سے اس کی شانِ تخلیق کا ایک مظہر ہوں، میں اللہ کے حکم سے شفا دیتا ہوں، میں اللہ کے حکم سے مردے زندہ کرتا ہوں اور پھر اللہ خود فرمائے، اے عیسیٰ تو میرے حکم سے پرندے بناتا تھا، میرے حکم سے شفا دیتا تھا، میرے حکم سے اندھوں کو نظر دیتا تھا، میرے حکم سے مردے زندہ کرتا تھا، ہو گیا (معاذ اللہ) شرک بیان ہو رہا ہے، یا عین توحید ہے۔ جس زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی، فلسفہ یونان کا بڑا چرچا تھا۔ انہیں مقام نبوت سمجھانا آسان نہیں تھا۔ ضروری تھا کہ سمجھانے والا قدرت خداوندی کا ایسا مظہر ہو جو اپنی خداداد طاقتوں سے عقل کو حیرت زدہ اور ہیبت زدہ کردے۔ یہ مقصود حاصل ہو گیا مگر آج کل کے کم فہم اور بے ادب لوگ ان سے کوئی فیض حاصل نہ کر سکے۔ ان کی سوچ کے مطابق تو معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السلام بھی مشرک ہو گئے اور انہیں کمال دینے والا خدا بھی معاذ اللہ شرک سے ملوث ہو گیا۔ اگر چہ زبان سے یہ نہ کہیں کتنا برا مذہب ہے یہ۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

نبی کا منصب ہی وسیلہ ہے:۔ خداوند کریم شافی مطلق ہے، بندوں کو شفا چاہئے تو اُس سے شفا حاصل کرنے کے لئے اس کے نبی کے در پر جائیں، خدا ہی مردوں کو زندہ کرتا ہے، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مردے زندہ کرانے ہوں تو اس کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہ تصورِ نبوت وہ ہے جو خود قرآن حکیم نے دیا ہے۔ صرف ایک دو حاجتیں نہیں، ہر دینی و دنیوی حاجت و مشکل میں نبی امت کا وسیلہ ہوتا ہے، دیکھئے اس سے پہلے کا ایک واقعہ۔ موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہے۔ بنی اسرائیل کو پانی کی ضرورت ہے۔ خدائے قادر و قیوم موجود ہے۔ عالم الغیب ہے۔ سب کچھ اس کے سامنے ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے مگر بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگتے ہیں۔ یہ (معاذ اللہ) موسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھ کر نہیں تھا بلکہ نبی سمجھ کر ہی تھا۔ نبی کو خدا سمجھ کر پکارا جائے تو شرک ہے اور نبی کو نبی سمجھ کر (یعنی رب کے دربار میں اپنا وسیلہ بنا کر) نبی سے مانگا جائے تو رب کی رحمتیں جوش میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ یہ نبی پر ایمان رکھنے کی دلیل ہے۔ اور نبی پر ایمان اسی اللہ پر ایمان کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ دیکھئے یہی واقعہ قرآن پاک کے الفاظ میں

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ (سورۃ الاعراف۔ آیت نمبر ۱۶۰)

ترجمہ: ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مار دو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔

دیکھئے قوم موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگ رہی ہے، اگر نبی سے مانگنا شرک ہوتا تو انہیں پانی مہیا کرنے کی بجائے سخت عذاب میں گرفتار کر دیا جاتا۔ مگر یہاں تو صورتِ حال یہ ہے کہ قوم نے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا اور موسیٰ علیہ السلام نے قوم کے لئے رب سے پانی مانگا قرآن فرماتا ہے۔

واذ استسقٰی موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر ط (البقرہ۔۶۰)

ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تو وہی ہوا جو اوپر مذکور ہے رب کی رحمتیں جوش میں آ گئیں اور انھیں بارہ قبیلوں کے لئے الگ الگ بارہ چشمے عطا کر دیئے گئے۔ بنی اسرائیل کا یہ تصور کہ نبی خدا کا نائب، اس کی قدرت کا مظہر، اس کی رحمتوں کا نمائندہ اور امت کا وسیلہ وحاجت روا ہوتا ہے۔ ان کی مشکل کشائی کا سبب بن گیا۔ دراصل نبی کو نبی ماننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اسے دینی و دنیوی حاجت میں اپنا وسیلہ سمجھا اور بنایا جائے۔ موسیٰ توریت، وحی، تعلیمات ربانی کا وسیلہ نہیں تھے بلکہ دنیوی حاجات مثلاً پانی، بادل من وسلوی بھی انھیں کے صدقے ملیں۔

ہاں ہاں سوچئے جب اللہ کے وسیلے سے ایمان، توحید بلکہ اپنی کتاب فرماتا ہے جو انسان کی روحانی وابدی حاجات ہیں تو نبی کے صدقے میں دنیوی و عارضی حاجات کی تکمیل کیونکر شرک ہو سکتی ہے۔ حق یہ ہے کہ نبی دینی وایمانی، روحانی وجسمانی، انفرادی واجتماعی تمام حاجات میں مخلوق کا خالق کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں۔ دیکھئے اسی قرآن پاک میں بنی اسرائیل نے کس بیچارگی سے موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں فریاد کی

قالوا اوذینا من قبل ان تأتینا ومن بعد ما جئتنا ط

یعنی بولے، ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے تشریف لانے کے بعد بھی۔

مطلب یہ تھا کہ آپ کے تشریف لانے سے پہلے تو ہم ستائے ہی جاتے تھے، آپ کی تشریف آوری کے بعد تو ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اس پر آپ جو تسلی آمیز جواب دیا اسی آیت کے باقی الفاظ میں ہے

قال عسی ربکم ان یهلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون

(الاعراف.....۱۲۹)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور اس کی جگہ زمین کا وارث تمہیں بنائے پھر دیکھے کیسے کام کرتے ہو۔

حقیقت یہی ہے کہ نبی کے بارے میں یہ تصور اتنا بنیادی، واضح اور قریب الفہم ہے کہ فرعون جیسا جاہل، مغرور اور کمینہ بھی بوقت ضرورت اسے مان لیتا تھا۔ چنانچہ جب اس کی قوم پر باری باری طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک اور خون وغیرہ کے عذاب آتے تو کیا ہوتا۔ قرآن اس بارے میں فرماتا ہے۔

ولما وقع علیهم الرجز قالوا یموسی ادع لنا ربک بما عهد عندك ج لئن کشفت عنا الرجز

لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنی اسرآئیل O (الاعراف۔۱۳۴)

ترجمہ: اور جب اُن پر عذاب پڑتا، کہتے اے موسیٰ! ہمارے لئے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے، بیشک اگر تم ہم سے عذاب اٹھا دوگے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے۔

دیکھئے فرعون لوگ کتنی وضاحت سے عرض کر رہے ہیں کہ اے موسیٰ اللہ سے دعا کیجئے اور دعا کر کے ہمارا عذاب ٹال دیجئے۔ گویا موسیٰ علیہ السلام سے عذاب ٹالنے کی درخواست دراصل بالواسطہ رب تعالیٰ ہی سے (درخواست) ہے۔ رب اپنے نبی کی دعا ضرور مانتا ہے کیونکہ وہ امت کا یقینی وسیلہ ہوتا ہے۔ چنانچہ فرعون کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی تو کیا ہوا؟ رب کا فرمان سنئے۔

فلما کشفنا عنهم الرجز الی اجل هم بالغوه اذا هم ینکثون O (الاعراف۔۱۳۵)

ترجمہ: پھر جب اُن سے عذاب اٹھا لئے ایک مدت کے لئے جس تک انھیں پہنچنا ہے، جبھی وہ پھر جائے۔

غرض سچے خدا سے رحمت حاصل کرنے کے لئے فرعون جیسا جاہل اور مشرک ومغرور بھی سمجھتا تھا کہ نبی ضروری ہے مگر افسوس دور حاضر کا حافظ

سعید اسے نہیں سمجھتا۔ یقیناً گستاخ کلیم سے گستاخ حبیب زیادہ جاہل ہونا چاہئے۔ مگر جنہیں بغض رسول ﷺ نے اندھا کردیا ہے وہ کیا سمجھیں، وہ کیا جانیں، وہ کیا مانیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں نبیوں رسولوں کو عظمت واختیار واقتدار دینے والے سچے خدا نے فرمایا۔ فرمائیے، اہل ایمان بلکہ ہر انسان کو نبوت کی عظمت واہمیت سمجھانے کے لئے اس سے بہتر کیا طریقہ ہوسکتا تھا

فی قلوبھم مرض لا فزادھم اللہ مرضا ج (البقرہ۔۱۰)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی

میں نے عرض کیا

سناتے کیا ہو آیات شفا پڑھ پڑھ کے نجدی کو
نبی ﷺ کے بغض کا بیمار اچھا ہو نہیں سکتا

بغض کے بیمار اور قرآن:۔ حقیقت یہ ہے کہ بغض رسول کے بیمار سچے دل سے قرآن کو مانتے ہی نہیں۔ ان کے اوندھے دل جس قسم کے الٹے سیدھے باغیانہ ومنافقانہ تصورات پر جم جاتے ہیں وہی ان کے عقائد بن جاتے ہیں۔ انھیں اس سے غرض نہیں کہ قرآن کا ان کی بدگمانیوں کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔ ان کا قرآن سے تعلق ہے تو فقط یہ کہ اس کی کس آیت کو توڑ موڑ کر اپنے مفسدانہ اغراض ومقاصد کے لئے استعمال کیا جائے۔ جب کوئی انھیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر مسلمانوں میں پھوٹ مت ڈالو، تو اپنے انتشار اور افتراق کو 'اصلاح' کا نام دے دیتے ہیں۔ دیکھئے قرآن پاک ان کا پردہ کس طرح چاک کرتا ہے

واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض لا قالوا انما نحن مصلحون (۱۱) الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون (۱۲) البقرہ

ترجمہ: اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو، تو کہتے ہیں کہ ہم (فسادی نہیں بلکہ) مصلح ہیں۔ خبردار، وہی فسادی ہیں مگر انھیں شعور نہیں۔

یہاں فرمایا	لا یشعرون	(۱۲) یعنی	انھیں شعور نہیں
اگلی آیت میں فرمایا	لا یعلمون	(۱۳) یعنی	انھیں علم نہیں
پھر فرمایا	لا یعمھون	(۱۵) یعنی	بھٹکتے (پھرتے) ہیں
یہاں فرمایا	لا یبصرون	(۱۷) یعنی	دیکھتے نہیں

پھر فرمایا

صم بکم عمی فھم لا یرجعون (۱۸)

ترجمہ: (یہ بدزبان منافق) بہرے، گونگے، اندھے تو پھر وہ (اسلام کی طرف) لوٹنے والے نہیں۔

خیال فرمائیے جب اُن کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض ہے تو اس کتاب کو کیوں مانیں جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی اور آپ کی شان بیان کرتی ہے۔ جس کی ہر آیت کو اسی لئے آیت (نشانی) کہا جاتا ہے کہ یہ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا کی صداقت وعظمت کی نشانی ہے۔ لہذا گستاخان رسول نہ قران کو مانتے ہیں اور نہ قرآن کی مانتے ہیں۔ سیدھے سادے لوگوں کو ورغلانے اور جس نبی سے بغض ہے اس کی امت سے بدلا لینے اور

جھگڑا پیدا کرنے کے لئے پڑھتے ہیں۔ قرآن حکیم فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيۡرٍ ۙ ○ (الحج۔۸)

ترجمہ: اور کوئی آدمی وہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یوں جھگڑتا ہے کہ نہ تو علم نہ کوئی دلیل اور نہ کوئی روشن کتاب (اُن کے پاس ہے)

پھر سورہ لقمٰن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا اور اس سلسلے میں جو منکر لازماً قدر شناس ہیں۔ اُن کے جھگڑالو پن کی کیفیت انھیں الفاظ میں دکھائی۔

ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيۡرٍ (۲۰)

ترجمہ: کیا تم نے یہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے فرمانبردار بنا دیا ہے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور تمام کر دی ہیں اُس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں، نہ ان کے پاس علم ہے، نہ ہدایت اور نہ کوئی روشن کتاب۔

فرمایئے انسانوں کے لئے اُن کے سچے پروردگار کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ آسمانوں اور زمین کی چیزیں اُن کے لئے مسخر فرما دیں اور اُنھیں ظاہری و باطنی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ اس پر انھیں اپنے خالق و مالک کا شکر گزار ہونا چاہئے تھا مگر اُنھوں نے اس کے برعکس کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کیا حالانکہ اُن کے پاس علم ہے نہ نورِ ہدایت اور نہ کتاب روشن ہی (جس سے وہ اپنے دلائل اخذ کر سکیں)

جس تسخیر کا یہاں ذکر فرمایا گیا، وہ سب کو برابر حاصل نہیں۔ دورِ حاضر کی سائنسی ترقی کے ذریعے جو تسخیر ہوئی ہے یا ہوتی رہتی ہے، یہ کم ترین ہے۔ اس میں مومن و کافر سب شامل ہیں۔ اعلیٰ تسخیر وہ ہے جو اللہ نے اپنے مقربین کو روحانی کمالات کے ضمن میں عطا فرمائی ہے۔ یہ اطاعتِ خداوندی کا نتیجہ ہے۔ جس کے بارے میں شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

یعنی اے انسان تو خدا کا فرمانبردار بن جا، دنیا تیری فرمانبردار بن جائے گی۔ اس سے بھی اعلیٰ وہ تسخیر ہے جو انبیاء رسل کو بخشی گئی کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہوا، وحوش و طیور ان کے ساتھ مل کر تسبیح خواں ہوئے، ہوا و فضا پر اُن کی حکومت قائم ہوئی، جن و ملک ان کی بارگاہ کے بندۂ بے دام ہوئے اور پھر سب سے اعلیٰ تسخیر وہی ہے جو حضور پرنور سرورِ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی شکل میں ظاہر ہوئی کہ چاند چرا اور سورج پھرا۔ وغیرہ

محبوبانِ خدا اور مقربانِ الٰہی کے سب تصرفات و کرامات جن سے فاصلے سمٹ جاتے ہیں اور دور و دراز علاقوں میں آن کی آن میں پہنچ کر اپنے غلاموں کی دستگیری، مشکل کشائی اور حاجت روائی فرماتے ہیں، سب کچھ تسخیر ہی کے مختلف پہلو ہیں۔ خداوندِ وحدہٗ کا نورِ جلال ان کے کان، آنکھ اور ہاتھ پاؤں میں آ جاتا ہے اور بندہ بندہ رہ کر بھی ربانی قدرت و قوت کا مظہر بن جاتا ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے۔

كُنۡتُ سَمۡعَهُ الَّذِىۡ يَسۡمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِىۡ يُبۡصِرُ بِهٖ وَ يَدَهُ الَّتِىۡ يَبۡطِشُ بِهَا وَرِجۡلَهُ الَّتِىۡ يَمۡشِىۡ بِهَا (بخاری شریف)

لفظی ترجمہ: میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

یہ ہے اللہ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کی برسات مگر جھگڑالو منکر یہی نہیں کہ شکر ادا نہیں کرتا بلکہ ان کا سرے سے انکار کر دیتا ہے بلکہ اس انکار کو مزید قوت دینے کے لئے انہیں شرک قرار دیتا ہے۔ کتنا تضاد ہے اسے فکر قرآنی سے اور فکرِ بخاری سے۔

خدا کا نور بندۂ مقرب و محبوب کے کان میں آیا تو اس کے لئے نزدیک و دور کی آواز کا سننا ممکن ہو گیا مگر ناشکرا آدمی اسے شرک سمجھتا ہے کہ اُس کے خیال میں دُور کی آواز خدا ہی سن سکتا ہے۔ خدا بندے کو یہ طاقت دے ہی نہیں سکتا اور دے تو توحید خطرہ سے دوچار ہو جائے۔ خدا کا نور جلال بندہ مقرب و محبوب کی آنکھ میں آ گیا تو نزدیک و دور کو بلا تکلف دیکھنے لگا۔ ناشکرا آدمی اسے ناممکن جانتا ہے کہ بندہ اس نعمت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ بندہ مقرب و محبوب کے ہاتھ میں یہ نور جلال جلوہ فرما ہوا تو اُسے دور و نزدیک کی چیزوں پر تصرف حاصل ہو گیا مگر ناشکرا اور جھگڑالو اللہ کی اس نعمت کا شکر تو کجا، اقرار بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کے نزدیک دور کی سننا، دور تک دیکھنا اور تصرف کرنا صرف خدا کی شان ہے۔ افسوس اس شرک آمیز توحید والے کو بھی یہ بھی یاد نہیں رہا کہ خدا شاہ رگ سے بھی قریب ہے۔ جب نبیوں ولیوں کے وسیلے کا انکار کرنا ہو تو خدا کو شاہ رگ سے قریب کہہ کر وسیلے کی ضرورت کا انکار کرتا ہے۔ ورنہ اپنے طور پر اُسے دُور ہی سمجھتا ہے۔ دُور نہ سمجھتا تو شاید اتنا منہ پھٹ اور نڈر نہ ہوتا۔

خدارا غور فرمائیے اللہ ذو الجلال اپنے جن نبیوں اور ولیوں کو اپنی ربانی و لامحدود قوتوں اور قدرتوں کا مظہر بناتا ہے، کیا وہ دوسری مخلوق کے لئے 'وسیلہ' نہیں بن سکیں گے۔ اسی حدیث کے آخری الفاظ پھر سامنے لائیے۔

لَئِنْ سَئَلَنِیْ شَیْئًا لَاُعْطِیَنَّہٗ'

ترجمہ: جب وہ مجھ سے کوئی چیز مانگے تو اسے ضرور ضرور ضرور عطا کرتا ہوں۔

گویا اللہ اپنے بندوں کی قوتوں کا اعلان کرنے کی بعد ان کی برکتوں کا اعلان فرما رہا ہے، 'جسے کوئی حاجت ہو ان کے پاس جائے اور دعا کرائے، کام بن جائے گا'۔ کیونکہ جو کچھ یہ مانگے گا، ضرور ضرور عطا کروں گا۔ منکر قائل ہے کہ اللہ نے مشکلیں پیدا کیں، مگر اس بات کا قائل نہیں کہ وہ مشکل کشا بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ناشکرا آدمی مانتا ہے کہ حاجتیں اُسی کی پیدا کردہ ہیں مگر یہ اس کے تصور اور ایمان سے بالاتر ہے کہ قاضی الحاجات نے حاجت روا بھی پیدا کئے ہیں۔ وہ خداوند علیم و حکیم جو مسبب الاسباب ہے، اگر اپنے فضل و کرم سے کسی اپنے بندے کو مشکل کشا اور حاجت روا بنا دے (جیسے اُس نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی امت کی لئے بنا دیا تھا) تو یہ بھی اُسی کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کا ظہور ہے۔ گویا اللہ سب سے بڑا حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی امت کا حاجت روا اور مشکل کشا بنایا۔ اللہ ذاتی طور پر اور عیسیٰ عطائی طور پر حاجت روا ہیں۔ اس بات کو مزید آسان کرتے ہوئے سمجھیں اگر اللہ کسی کو بغیر دوا کے شفا دے تو بھی دے سکتا ہے کہ حقیقی شافی وہی ہے اور دوا کے ذریعے تو بھی حقیقی شافی وہی ہے۔ یونہی اگر کسی کو محتاج کا وسیلہ بنا کر اس کی حاجت پوری کرے یا بغیر کسی کے وسیلے کے کرے تو بھی اصل اور حقیقی حاجت روا و مشکل کشا وہی ہے۔ کسی اور کو حاجت روا یا مشکل کشا کہا جاتا ہے تو محض وسیلے کے طور پر۔ اور یہ اطلاقات بھی کتاب و سنت میں جابجا ہیں۔ مسلم شریف کی ایک طویل حدیث کے ابتدائی الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ۔

ترجمہ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کسی مومن کو دنیا کی کسی سختی سے رہائی دے، اللہ اس سے روز قیامت کی کوئی سختی دور فرمائے گا اور جو کسی تنگدست کو آسانی دے، اللہ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا اور جس کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ دو جہان میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ اپنے بندے کا مددگار رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کا مددگار ہے۔

ان الفاظ پر غور فرمایئے کیا سختی دور کرنا اور آسانی پیدا کرنا ہی مشکل کشائی اور حاجت روائی نہیں۔ یہی روزمرہ کے محاورات ہیں جو آیات و روایات میں بار بار آتے ہیں مگر کم نظر لوگ امت میں انتشار پیدا کرنے کے لئے انھیں فوراً شرک سے تعبیر کر دیتے ہیں۔

مزید چند احادیث پر غور کیجئے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

۱۔ انّ للّٰہ تعالٰی عبادًا اختصّھم بحوائج النّاس یفزع النّاس فی حوائجھم اولئک الآمنون من عذاب اللّٰہ (الطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں خلق کی حاجت روائی کے لئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں۔ یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں

۲۔ اذا اراد اللّٰہ بعبد خیرًا استعملہ علی قضاء حوائج النّاس (البیہقی فی الشعب)

ترجمہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے۔

۳۔ اذا اراد اللّٰہ بعبدٍ خیرًا صیّر حوائج النّاس الیہ (مسند الفردوس)

ترجمہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے لوگوں کا مرجع حاجات بنا دیتا ہے۔

ڈاکٹر قمر تابش بھی چلے گئے

دیارِ خودی کے بلند پایہ شاعر، ژرف نگاہ ادیب اور عظیم عاشقِ رسول ڈاکٹر قمر تابش (نذیر بیگ) صاحب بھی گذشتہ دنوں دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔ ڈاکٹر صاحب کی شخصیت ہمہ پہلو اوصاف و کمالات سے مزین تھی۔ وہ بہترین مصور تھے۔ وہ عمیق نظر شاعر تھے۔ ان کے کلام میں حمد خدا، نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عظمت بزرگانِ دین کے مضامین کی ایک کہکشاں آباد ہے۔ ان کا ہر شعر دل کی گہرائیوں سے نکلتا محسوس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے عہد کی نامور شخصیات کے ساتھ بڑے خوشگوار تعلقات قائم تھے۔ بالخصوص مفکر اسلام پروفیسر حضرت علامہ محمد حسین آسی صاحب کی ذات قدسی صفات سے بہت متاثر تھے۔ وہ ان کو اپنا استاد بھی تصور کرتے تھے۔

ادارہ ڈاکٹر صاحب کو ایک شاندار زندگی بسر کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور ان کے چلے جانے کے بعد ان کے تمام اہل محبت کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

نئی صدی کا حُسنِ آغاز

تنظیمِ شیرانِ اسلام (پاکستان) کا مقصدِ وحید

سرپرستِ اعلیٰ پروفیسر محمد حسین آسی کے ضوبار قلم سے اداراتی تحریر

الحمد للہ یکم جنوری ۲۰۰۱ء سے نئے سال ہی کا آغاز نہیں ہوا، نئی صدی بلکہ نئی ہزاری کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ اور پھر اس کا پیر سے یعنی محبوب خدا سردار انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے یوم میلاد سے آغاز ہونا اور بھی خیر و برکت کا باعث ہے۔ یقیناً اسی تصور کو قدرت اجاگر کرنا چاہتی تھی کہ ایک عرصے کی خشک سالی کے بعد اس آغاز کے موقع پر باران رحمت کا نزول بھی ہوا اور مردہ زمین پھر زندہ ہو گئی۔

جملہ معترضہ

شاید کسی کے ذہن میں یہ شبہ وارد ہو کہ اس صدی کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو، اس سے ایک مسلمان کے مسرور ہونے کی کیا وجہ؟ حقیقت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے سچے پیغمبر اور دین حق کے داعی تھے۔ اور ان کی صداقت کے اصل وارث موجودہ عیسائی نہیں بلکہ مسلمان ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا حضور سرور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں جلوہ فرما ہوئے تو یہودی دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ وجہ پوچھنے پر انھوں نے عرض کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے دریا پار کرنے کی خوشی میں (مختصراً) ارشاد ہوا۔

فنحن احق و اولی بموسی منکم (بخاری مسلم)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کے ہم تم سے زیادہ حقدار ہیں

چنانچہ حبیب خدا علیہ التحیۃ والثنا نے دس محرم کا روزہ شروع کرایا

لہٰذا عیسائی جنھوں نے اپنے سچے رسول علیہ السلام کی تعلیمات و ہدایات کے برعکس توحید کو چھوڑ کر تثلیث اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی بجائے مخالفت اختیار کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا تعلق و نسبت رکھتے ہیں۔ آپ موجودہ عیسائیوں کے طرز عمل اور طرز فکر پر غور کیجئے، انھیں عیسیٰ علیہ السلام سے نہ محبت ہے اور نہ ان کی غیرت کا کوئی شمہ ان کے سینے میں موجود ہے۔ محبت ہوتی تو ان کے محبوں سے بھی محبت ہوتی اور غیرت ہوتی تو ان کے گستاخوں کو برداشت نہ کرتے۔ کون نہیں جانتا یہودی حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے کو سامنے رکھ کر ان کی شان میں بہت ہی نازیبا کلمات کہتے تھے (اور یہ گویا ان کے عقیدے کا حصہ تھا) پھر یہ کہ آج بھی ان کے طرز فکر میں کوئی تبدیلی نہیں آئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت شان کے قائل ہو کر اپنی سابقہ خرافات سے رجوع کر لیتے۔ ایسا تو نہیں ہوا مگر عیسائی ہیں کہ پھر بھی ان کی سرپرستی کرتے ہیں ان کو مسلم کشی پر شہ دیتے ہیں، ان کی ناز برداری بلکہ غلامانہ اطاعت میں مصروف ہیں۔ اس دور کا سب سے بڑا دہشت گرد اسرائیل ہے مگر امریکہ کی آنکھیں اس کے ظلم و ستم سے بند ہیں۔ آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ادب و احترام کرنے والے مسلمانوں کا قاتل ہے۔

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام میں مسلمانوں کو جن حضرات سے خصوصی طور پر بہت پیار ہے ان میں ایک آدم علیہ السلام ہیں جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا ظاہری سبب ہی نہیں بنے ہر آڑے وقت آپ سے توسل بھی کرتے رہے۔ اور اپنی اولاد کو زبان عمل سے سمجھا گئے کہ آدمی وہی ہے جو اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی سنت پر عمل پیرا ہو کر نبی اولین و آخرین حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا وسیلہ پکڑتا ہے۔ اسی طرح ہمیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام سے بہت محبت و عقیدت ہے کہ ان دونوں باپ بیٹے نے کعبہ مقدسہ کی تعمیر مکمل کر کے حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی دعا کی تھی۔ اور یونہی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام سے بھی پیار ہے کہ انھوں نے کائنات کو سب سے بڑے نبی، سب سے بڑے ہادی، سب سے

بڑے محسن اور سب سے بڑے کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تشریف آوری کی خوشخبری دی تھی۔ انجیل برناباس کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے، یوں لگتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہر محفل وعظ، محفل میلاد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا ہوتی تھی۔ آپ علیہ السلام اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت، عظمت ورفعت اور برکت ورحمت کا ذکر فرماتے اور سامعین جھوم جھوم کر نعرے لگاتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں بھی حضور پرنور علیہ السلام کے مبشر بن کر آئے اور قیامت میں بھی آپ ہی شفاعت کبریٰ کے یکتا تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا بتائیں گے اور یوں اوّلین وآخرین کی پریشانی کے ازالے کا سبب بنیں گے۔ حق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی مناسبت ہے۔

انھوں نے مادرزاد اندھوں کو نور بخشا، انھوں نے دل کے اندھوں کو شفا بخشی، انھوں نے جلد سے برص یا کوڑھ دور کیا، انھوں نے دل سے کفر دور کیا، انھوں نے مُردوں کو زندہ کیا۔ انھوں نے پتھروں سے کلمہ پڑھایا، وہ گھروں میں رکھی ہوئی چیزیں بیان کرتے، انھوں نے کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھایا، وہ خاتم انبیائے اسرائیل تھے۔ یہ مطلقاً تمام نبیوں اور رسولوں کے خاتم ہیں اور پھر یہ کہ عملاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب بن کر قیامت سے پہلے ظہور فرمائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا قلع قمع کر دیں گے۔

غلبہ اسلام کی صدی

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ بات ہو رہی تھی نئی صدی کے حسن آغاز کی۔ پیر کے دن سے اس کا آغاز بہت ہی بابرکت ہے۔ حضرت میاں عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ جن کے لکھے ہوئے نورِ بصیرت کے کالم آج بھی نوائے وقت کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں فرمایا کرتے تھے کہ میں مستقبل کو بالکل حال کی طرح دیکھ رہا ہوں اور یقیناً یہ صدی اسلام کے عروج کی صدی ہے۔ یہ میاں صاحب ہی تھے جنھوں نے روس کے افغانستان سے بھاگ جانے کی پیشگوئی کی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ ہم بوڑھے اس واقعے کو دیکھ کر مریں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اگرچہ اُن کی پیشگوئی کا تعلق پندرھویں صدی ہجری سے تھا تاہم یہ صدی بھی مراد لی جاسکتی ہے ویسے بھی ان دونوں صدیوں میں تقریباً اسی سال کا عرصہ مشترک ہے چنانچہ ہم اس خوشگوار حیرت میں کھوئے ہوئے تھے کہ نئی اکیسویں صدی عیسوی کا آغاز ہمارے آقا حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت سے ہو رہا ہے تو معاً خیال آیا کہ دیکھیں پندرھویں صدی ہجری کا پہلا دن کونسا ہے سو ۱۹۸۰ء کی ڈائری میں یہ دیکھ کر خوشی کی انتہا نہ رہی کہ یکم محرم ۱۴۰۱ھ کو بھی یہی روزِ مبارک یعنی پیر شریف کا دن تھا۔ (عیسوی تقویم کی تاریخ ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء تھی)

نئے سال کا استقبال

نئے سال کا استقبال کس طرح کیا گیا۔ اس سلسلے میں ایک اخباری رپورٹ ملاحظہ ہو

پیرس (اے ایف پی) دنیا بھر میں کروڑوں افراد رات 12 بجے سے پو پھوٹنے تک نئے سال کی خوشیاں مناتے مناتے مدہوش ہو گئے۔ خوشی کے ان ہنگاموں کے دوران تشدد کے مختلف واقعات اور یورپ اور امریکہ میں برفانی طوفان سے درجنوں افراد ہلاک ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں سڑکیں اور گلیاں نئے سال کا استقبال کرنے والے منچلوں سے بھری رہیں ہوٹلوں اور کسینوں میں ناؤنوش کی محفلیں برپا ہوئیں۔ نیویارک میں شدید برفباری اور منجمند کر دینے والی سردی کے باوجود لاکھوں افراد ٹائمز سکوائر پر جمع ہوئے۔ یہاں پر نصف گیند جسے خوبصورتی کیساتھ سجایا گیا تھا جسے باکسنگ کے سابق چیمپئن محمد علی نے ٹھیک 12 بجے بٹن دبا کر نیچے کر کے تقریبات کا آغاز کیا ادھر ماسکو میں ہزاروں افراد تاریخی ریڈ سکوائر میں جمع ہوئے اور نئے سال کا آغاز اپنا نیا قومی ترانہ بجا کر کیا ہجوم نے سوویت یونین دور کے ترانے کی جگہ لینے والے ترانے کا پرجوش خیر مقدم کیا مغربی جرمنی کے شہر برلن میں کم از کم 10 لاکھ افراد نے گھروں سے باہر نکل کر نئے سال کا خیر مقدم کیا۔ ویلکم 2001ء کے نام سے ان تقریبات کا آغاز شام 6 بجے ہوا اور رات گئے تک جاری رہیں۔ لوگ پرانی دیوار برلن کے ساتھ ساتھ ہنگامہ آرائیوں میں مصروف رہے ان تقریبات کے انتظامات پر 2 ہزار پولیس اور 500 فائر بریگیڈ کے اہلکار تعینات تھے۔ پیرس میں تاریخی ایفل ٹاور نیلی روشنیوں سے نیلا پڑ گیا۔ 5 لاکھ افراد بارش کے باوجود کیمپس ریلیز میں اکٹھے ہوئے ایک ہزار افراد ڈرموں پر دھنیں بکھیرتے رہے۔ لندن میں ٹریفلگر سکوائر پر 80 ہزار افراد نے پارلیمنٹ کی عمارت کے اوپر تاریخی گھڑیال پر 12 بجے کی گھنٹیاں سنیں۔ تاہم شدید بارش اور سردی کی وجہ سے لوگ یہ گھنٹیاں سنتے ہی منتشر ہو گئے۔ بیجنگ میں نئے سال کی تقریبات اس وقت عروج پر پہنچ گئیں جب

12 لاکھوں افراد بھی آسٹریلیا میں تھی گئی کی تعمیر لئے کے بچانے سے آوروں حملہ بیرونی کو چین دیوار یہ ۔ گئے پھلانگ چین دیوار تاریخی نے طلباء ، 2001 کی منائی بھی سالگرہ ویں 100 کی قیام کے آسٹریلیا ساتھ ساتھ کے سال نئے ۔ گیا کیا مظاہرہ شاندار کا بازی آتش میں سڈنی آئے نکل پر سڑکوں ہی بجتے ایشیا، اور افریقہ کے ملکوں میں بھی نئے سال کی تقریبات منعقد ہوئیں۔ یورپ اور امریکہ میں ان تقریبات کا جوش وخروش برفانی طوفان نے کم کردیا اس طوفان میں کم ازکم 10 افراد ہلاک جبکہ تقریبات میں ہونے والے ہنگاموں اور آتش بازی سے 16 افراد دم توڑ گئے۔ طوفان سے برطانیہ، سویڈن، آئرلینڈ، سکاٹ لینڈ اور پرتگال میں نظام زندگی درہم برہم ہوگیا۔ سڑکیں برف سے اٹ گئیں جسے نئے سال کی تقریبات کیلئے صاف کرنے میں گھنٹوں لگ گئے۔ ان ملکوں میں سینکڑوں پروازیں منسوخ کرنا پڑیں۔ نیویارک میں تین ائرپورٹ بند کرنا پڑے۔ فلاڈیلفیا میں طوفان کے باعث ہنگامی حالت کا اعلان کردیا گیا۔ چین میں طوفان سے 6 افراد ہلاک ہو گئے جبکہ ایمسٹرڈیم میں نئے سال کی تقریبات میں آگ بھڑک اٹھنے سے 5 افراد زندہ جل گئے اور 130 افراد شدید زخمی ہوئے۔ آسٹریلیا میں چھرا گھونپنے کے واقعات میں ایک خاتون ہلاک اور 10 شدید زخمی ہو گئے۔ فلپائن میں آتشبازی کے دوران 452 افراد جھلس گئے جبکہ ایک شخص ہلاک ہوگیا۔ روم میں آتشبازی کے دوران 2 افراد ہلاک اور 10 شدید زخمی ہوئے۔ استنبول میں نئے سال کے موقع پر ہونے والے بم دھماکہ میں 7 افراد شدید زخمی ہوئے۔ (نوائے وقت ۲ رجنوری ۲۰۰۱ء)

کیا آپ کو اس انداز سے نئے سال کے استقبال میں کوئی معقولیت نظر آئی، کسی بھی طرف سے زخموں سے چور انسانیت کو کسی مرہم کی خوشخبری سنائی گئی، انتشار اور بدامنی کے غار میں دھکیلے جانے والے انسان کو امید کی کوئی کرن دکھائی گئی، ظلم وستم کا شکار کشمیریوں اور دوسرے مظلوم انسانوں کے دکھوں کا درمان ڈھونڈ لیا گیا یا اس کے لئے کوئی عزم کیا گیا نہیں ایسا نہیں ہوا، صرف نئے سال کے آنے کی خوشی منائی گئی، وہ بھی کس طرح شراب پی کر یا ناچ گا کر، اخلاق سوز موسیقی کی دھنوں سے، قتل وغارت کا بازار گرم کر کے خدا کے لئے سوچئے یہ ہے اہل مغرب کے خوش ہونے کا اُسلوب۔ ان کے پاس تعمیر انسانیت کا کوئی پروگرام نہیں اور نہ ہی انہیں اس سے سروکار ہے۔

انقلابِ اسلامی

ہاں ہاں کائنات کو امن وامان کی روشنی دینے کے لئے، دکھی انسانیت کے دکھ دور کرنے کے لئے، بھٹکے ہوئے انسانوں کو اپنے رب سے ملانے کے لئے، ظلم وستم کی چکی میں پسنے والی قوموں کو رہائی دلانے کے لئے، ذات پات کی احمقانہ تقسیم کو مٹا کر اخوت ومساوات کا نظام دینے کیلئے اللہ رب العالمین نے حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جنھوں نے قرآنی دستور دے کر انسانیت کو فلاحِ دارین کی خوشخبری سے نوازا اور چند سالوں میں ایسا معاشرہ قائم کر کے دکھایا جس کی مثال کہیں پہلے نظر آئی نہ بعد میں

سطوتِ کبریٰ کے نقشِ پا کی شوخی دیکھنا
عالمِ ہستی کے خارستاں بہارستاں ہوئے

یہی وہ ہمہ گیر انقلاب تھا جس کی عظمتوں کو سلام کرتے ہوئے فرانسیسی محقق لامارٹن Lamartine پکار اٹھا۔

This man moved not only armies, legislatior.s, empiress peoples and dynasties, but millions of men in one-third of the then inhalitel worl/d; and more than that, he moved the altars, the goeds, the religions, the ideas, the beliefs and sc/uls.

ترجمہ: اس مرد یکتا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے صرف فوجوں، قانون سازیوں، حکومتوں، قوموں اور خاندانوں کو ہلا کے نہیں رکھ دیا بلکہ اُس وقت کی آباد دنیا کی ایک تہائی میں بسنے والے کئی ملین لوگوں کو بھی متاثر کیا، اور اس سے بھی زیادہ اس نے استھانوں، دیوتاؤں، مذہبوں، نظریوں، عقیدوں اور روحوں کو بھی تغیر پذیر کیا (Islam the religion of Prophets)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے کون سی مشکل حل نہیں ہوئی اور کونسا دکھ دور نہیں ہوا۔ چند سالوں میں عرب کے اجڈ بدو دنیا بھر کے سب سے بڑے فاتح، تہذیب کے سب سے بڑے معلم، اور انسانیت کے سب سے بڑے محافظ بن گئے۔ آج بھی اسی دستور کو اپنا لیا جائے تو سارے درد دور ہو جائیں اور دنیا امن وامان کا گہوارہ بن جائے، یہی بات ہے جسے موجودہ انگریزی ڈرامے کے باپ برنارڈ شا نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

میں نے (حضور سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو اس کی حیران کن قوت کی وجہ سے ہمیشہ از حد احترام کی نظر سے دیکھا ہے۔ یہی دین ہے جو دنیا کے بدلتے ہوئے حالات میں پورا اتر سکتا ہے۔ میں اس دین کے متعلق یہ پیشگوئی کر چکا ہوں کہ کل یہ یورپ کو ضرور قابل قبول ہوگا جیسے آج قبول ہونے لگ گیا ہے۔ قرون وسطی کے مذہبی جیالوں نے جہالت یا تعصب کی بنا پر اس دین کو تاریک ترین رنگوں میں پیش کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ انھیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت اور مذہب دونوں سے نفرت کرنے کی تربیت دی گئی تھی۔ اُن کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیت کے مخالف تھے مگر میں نے اس محیر العقول شخصیت کا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں انھیں عیسائیت کا دشمن کہنے کی بجائے انسانیت کا بچانے والا کہنا چاہئے۔ مجھے یقین ہے اگر ایسے شخص کو موجودہ دنیا کا آمر و سربراہ مان لیا جائے تو وہ تمام مسائل کو ایسے طریقے سے حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس سے دنیا کو مطلوبہ سکون اور مسرت ملے۔

نئی صدی، نئے ولولے

لہٰذا اب امت مسلمہ کا فرض ہے کہ نئے صدی کا آغاز نئے ولولے سے کرے اور دنیا بھر کی ظلمتوں کا توڑ کرنے کے لئے اپنا رشتہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے سے پھر جوڑنے کا دو ٹوک اعلان کرے۔

جناب پرویز مشرف کو سب سے زیادہ یہی حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اگر انھوں نے اپنے آقا و مولا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے وفاداری کر لی اور قوم سے بھی محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے آئین سے وفاداری کرالی تو اُن کا نام صلاح الدین ایوبی، نور الدین زنگی، سلطان محمود غزنوی اور اورنگ زیب علیہم الرحمۃ کی طرح مشرف و مقدس اور تابناک ہو جائے گا ورنہ وہ بھی اگلے حکمرانوں کی طرح چند روز تخت حکومت پر دندنا کر ہمیشہ کے لئے ملیامیٹ ہو جائیں گے۔ ہمیں خوشی ہے کہ انھوں نے بانی پاکستان سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ۲۰۰۱ء کو قائداعظم کے سال کے طور پر منانے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ اُن سے گذارش ہے کہ وہ قائداعظم علیہ الرحمۃ کی تعلیمات و ارشادات کو بھی سامنے رکھیں اور اپنا پروگرام چھوڑ کر قائداعظم کا قائدانہ پروگرام اپنائیں۔

قائداعظم کے چند ارشادات

کراچی بار ایسوسی ایشین میں عید میلاد کے موقع پر ۲۵ رجنوری ۱۹۴۸ء کو فرمایا

آج ہم یہاں دنیا کی عظیم ترین ہستی کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آپ کی عزت و تکریم کروڑوں عام انسان ہی نہیں کرتے بلکہ دنیا کی تمام عظیم شخصیتیں آپ کے سامنے سر جھکاتی ہیں۔ میں ایک عاجز ترین، انتہائی خاکسار بندہ ناچیز اتنی عظیم، عظیموں کی بھی عظیم ہستی کو بھلا کیا اور کیسے نذرانہ پیش کر سکتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم مصلح تھے، عظیم رہنما تھے، عظیم واضع قانون تھے۔ عظیم سیاستدان تھے، عظیم حکمران تھے۔''

شاہی دربار سبی بلوچستان میں ۱۴ رجولائی ۱۹۴۷ء کو فرمایا

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔

اجلاس مسلم لیگ کراچی میں فرمایا

''وہ کونسا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ وہ کونسی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کونسا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے۔ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب، ایک امت''

اسلامیہ کالج پشاور میں فرمایا

ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

دنیائے کفر کے ناپاک عزائم

حضرت قائداعظم علیہ الرحمہ کا یہ آخری ارشاد سامنے رکھئے اور پھر دنیائے کفر بالخصوص امریکہ کے ناپاک عزائم کا جائزہ لیجئے۔ وہ واحد سپر پاور بن

کر اسلام کے لئے بالکل فرعون کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ (اگرچہ اسلام بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح خود اس کے گھر میں پھلتا پھولتا جارہا ہے) معاذ اللہ اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اس کے نزدیک 'پاکستان' ہے۔ اسے 'سر' کرنے کے لئے اس نے پاکستان کے کئی صحافی، کئی سیاستدان، کئی ماہرین تعلیم، کئی دانشور، کئی قائدانِ انقلاب، کئی 'ملا' اور کئی 'مجاہد' خریدے ہوئے ہیں۔ وہ انہیں کے ذریعے پاکستان میں فحاشی، دہشت گردی اور الحاد کا سیلاب لانا چاہتا ہے بلکہ ورلڈ بنک اور آئی۔ ایم۔ ایف کے قرضوں کی عوام دشمن شرطوں میں امریکہ کا اشارۂ ابرو شامل ہے۔ ان حالات کا تقاضا یہ تھا کہ پاکستان کے حاکم غیرت اسلامی کا ثبوت دے کر قوم کو

پاکستان کا مطلب کیا

لا الٰہ الا اللہ (محمد رسول اللہ)

پر متحد کرنے کی کوشش تیز کرتے [illegible] افسوس پاکستان کے اکثر حکمران خود دشمن کے کاسہ میں بنتے رہے۔

موجودہ حکمران طبقے سے ا[illegible] کہ شاید یہ فوجی اپنی غیرت ملی و مذہبی کا مظاہرہ کر کے پاکستان کو پھر امریکہ کی غلامی اور یہود و ہنود کے خوف سے آزاد کرا لیتے مگر افسوس بوجوہ ایسا نہیں ہو[illegible] ابھی تک اس سلسلے میں کوئی قابل قدر کردار ادا نہیں کیا گیا۔ بلکہ فحاشی، دہشت گردی اور مادر پدر آزادی پہلے سے بھی زیادہ عروج پر ہے۔ کون نہیں جانتا شیطان [illegible] اس کے ساتھیوں کا ہمیشہ سے یہی نقطہ نظر ہے کہ اسلام کو (معاذ اللہ) تباہ و برباد اور مسلمانوں کو (معاذ اللہ) بے دین بنانے کی لئے سب سے زیادہ ضروری [illegible] کے سینوں سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرارت کو ختم کرنا ہے۔ چنانچہ بقول اقبال، شیطان اپنے چیلوں کو یہی نکتہ ملحوظ رکھنے پر زور دیتا ہے:

وہ فاقہ [illegible] جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد [illegible] کے بدن سے نکال دو!!

یہی وجہ ہے امریکہ اور دوسرے فرعون پاکستان کے آئین کی شق نمبر 195-C کو برداشت نہیں کرتے کیونکہ اس کی رو سے گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔ ایک طرف سے وہ حکومت پر دباؤ ڈال رہا ہے، دوسری طرف سے پاکستان میں اس کے زر خرید کتے عیسائیوں اور مرزائیوں کو شہ دے کر اس شق کے خلاف جلسے جلوسوں کا اہتمام کر کے خانہ جنگی کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ حالانکہ پاکستان ہمارا ہے، ہم آزاد ہیں، اسلام ہی پاکستان کی منزل ہے۔ ہم اپنے ملک میں اپنا آئین جس طرح چاہیں نافذ کریں مگر افسوس ہمارے حکمران عموماً خود کو امریکا کا محکوم سمجھتے رہے اور سنا ہے کہ موجودہ حکومت بھی اس مسئلے میں دشمنوں کے دباؤ کو محسوس کر رہی ہے۔

ہم شیرانِ اسلام، ہم نمکخوارانِ رسول عربی، ہم شمع رسالت کے پروانے، ڈنکے کی چوٹ امریکہ اور امریکہ پرستوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ ایسی شرارتوں سے باز آئیں اور ہماری امن پسندی ہماری بے حسی پر محمول کریں۔ ہم کسی قیمت پر بھی اس شق کو ختم نہیں کرنے دیں گے۔ خدانخواستہ ایسا ہوا تو پاکستان کا جواز ہی ختم ہو جائے گا۔

شیران اسلام

الحمدللہ شیرانِ اسلام نے نئی صدی کا آغاز نئے ولولے، اور تجدید عہد سے کیا۔ اپنے مرکزی دفتر واقع نقش لاثانی نگر کی ملحقہ مسجد خاتون جنت میں صبح کے فرائض ادا کر کے سب حاضرین کو ساتھ لے کر حبیب کبریا، سرور انبیا، باعث دوسرا، تاجدار لولاک لما، منبع جود و سخا، پیکر فضل و عطا، دافع رنج و بلا، شافع روز جزا، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضل التحیۃ والثنا کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور پھر حضور رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں امتِ مسلمہ کے عروج اور اسلام کی بالادستی کے لئے دعائیں کی۔

عصر تا مغرب محفل میلاد کا انعقاد کیا اور شیرانِ اسلام نے محبوب مدنی، رسول عربی، نبی اُمی، کریم مکی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اپنا سب کچھ نثار کرنے کا نئے سرے سے عہد کیا۔

رب اکرم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے ان جانبازوں اور ملت کے ان شاہینوں کو وفائے عہد کی توفیق بخشے، انھیں اپنی تاریخ زندہ رکھنے کی سعادت سے مشرف فرمائے اور اسلام کے نئے دور کی عظمتوں اور رفعتوں کا نقیب اور پاسبان بنائے اور تمام اولیاء اللہ کی ارواح خصوصاً شہنشاہِ لاثانی سرکار نقش لاثانی اور حضور نقشہ نقش لاثانی قدست اسرارھم جن کے تصرفات و برکات قدم قدم پر ان کا ساتھ دے رہے ہیں، کو ان سے راضی رکھے۔ آمین

عظمتِ مصطفیٰ کے نظارے

غلام مصطفیٰ مجددی

درسِ قرآن

نہیں ہیں محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۝ اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب یاد کیا کرو۝ اور اس کی پاکی بیان کرو، صبح اور شام۝ وہی ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے، اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں نکالیں تاریکیوں سے نور کی طرف اور وہ ایمان والوں پر بے حد رحم فرمانے والا ہے۝ جس دن وہ اس سے ملیں گے ان (کی ملاقات) کا تحفہ سلام ہوگا۔ اور ان کے لئے عظمت والا اجر ہے۝ اے نبی بے شک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا۝ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا آفتاب۝ اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۝

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۰ تا ۴۷)

اشارات

سورۃ الاحزاب کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ میں سے یہ اشارات واضح ہوئے۔

☆ حضورِ تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نیز آپ کی مثال کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔ اور اس پر قرآن وحدیث کے زبردست دلائل موجود ہیں۔ اسی پر تمام امتِ مسلمہ کے ایمان کا دارومدار ہے۔

☆ خُدا کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔ اور ساتھ ہی اس کے پیارے محبوب دانائے غیوب ﷺ کا ذکر بھی۔ کہ یہی خُدا کی سنت ہے، یہی اہلِ خدا کی عادت۔

☆ اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق اس کا درود بھیجنا یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی جماعت میں اپنے محبوب کی تعریف کرتا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں وہ گویا اپنے محبوب کے غلاموں کی بھی تعریف کرتا ہے۔ فرشتے دعا کرتے ہیں۔

☆ اہل ایمان کے لئے اللہ کی طرف سے سلامتی ہے۔

☆ نبی کا معنی غیب کی باتیں بتانے والا ہے۔

☆ حضور شاہدِ کل بن کر آئے ہیں۔ یعنی ازل سے لے کر ابد تک ایمان والوں کے ایمان، کفر والوں کے کفر اور نفاق والوں کے نفاق کو جانتے ہیں۔ اللہ کی تمام مخلوق پر گواہ ہیں اور کائنات کے لئے حاضر وناظر ہیں۔ اس پر تمام اہل حق مفسرین کا اتفاق ہے۔

☆ شاہد کا معنی محبوب بھی ہے۔ حضور خدا کے بھی محبوب ہیں۔ خدائی کے بھی محبوب ہیں۔

☆ مبشر ہیں...... نذیر ہیں...... داعی ہیں...... سراج منیر ہیں...... اللہ اکبر، اللہ نے کتنی عظمتیں اپنے محبوب پر نچھاور فرما دیں۔

☆ حضور کی ذات والا کا تشریف لانا اللہ کا فضلِ کبیر ہے...... کیا کوئی ایمان والا اس فضلِ کبیر کے حصول پر خوشیاں نہ منائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سطوتِ مصطفیٰ کے اشارے

غلام مصطفی مجددی

درسِ حدیث

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارا میر سامان ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اور میں یہاں سے اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ یا زمین کی کنجیاں۔ اللہ کی قسم مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، ہاں یہ خوف ہے کہ تم دنیا دار بن جاؤ گے۔ (بخاری شریف)

اشارات:

حضور مخبر صادق علیہ السلام کے اس فرمان عالی شان سے مندرجہ ذیل اشارات معلوم ہوئے۔

☆ حضور شفیع معظم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے غلاموں کو قیامت کی ہولناکی سے بچانے کے لئے تدبیر فرمائیں گے۔ اس سے حضور کی شفاعت و وجاہت ثابت ہوئی۔

☆ حضور نور مجسم علیہ السلام تمام انسانوں کے بارے میں بارگاہِ خداوندی میں شہادت فراہم کریں گے اس سے آن کا انسانوں کے عقائد و اعمال اور ان کی جملہ جزئیات سے آشنا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ شہادت ناقص ہو جائے گی جو ممکن نہیں۔

☆ حضور دانائے غیوب علیہ السلام زمین پر رہ کر جنت میں اپنے حوضِ کوثر کا مشاہدہ کر سکتے ہیں تو مدینہ طیبہ میں رہ کر زمین کے گوشے گوشے میں موجود اپنے غلاموں کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ عالم شہادت میں رہ کر عالم غیب کو دیکھنا مشکل ہے اور عالم شہادت میں رہ کر عالم شہادت کو دیکھنا آسان ہے۔ حضور اللہ تعالیٰ کے حکم و فضل سے ہر مشکل پر مکمل اختیار رکھتے ہیں۔

☆ حضور مختار کل علیہ السلام زمین کے وارث ہیں، خزانوں کے مالک ہیں، جسے چاہیں، جتنا چاہیں، جب چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔ اللہ دینے والا ہے، یہ تقسیم کرنے والے ہیں۔ حضور کو بے اختیار ماننا حضور کے اس فرمان سے بغاوت ہے، اور پرلے درجے کی گمراہی ہے۔

☆ معلوم ہوا ان عقیدوں کو ماننے سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضور نے ان عقیدوں کی وضاحت فرمانے کے بعد یہ فتویٰ دیا کہ تم گویا ان عقیدوں کی وجہ سے مشرک نہیں ہوتے، اس پر قسم بھی اٹھائی۔ اب ان عقیدوں کو مشرکانہ تصور کرنا حضور کے گستاخوں کا کام تو ہو سکتا ہے۔ اس کی نبوت پر اعتبار کرنے والے غلاموں کا نہیں۔

☆ امتِ مسلمہ مشرک نہیں ہوگی۔ دنیادار ہو سکتی ہے۔ ہمیں دنیاداری سے بچ کر دین داری میں زندگی بسر کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حُضور نقشِ لاثانی

اوصاف و کمالات

ایک مُرید باصفا کی خوشبوئے ارادت سے مہکتی باتیں

حضور قبلہ عالم پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی قدس سرہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۱ فروری ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوئے۔ ماہ فروری کی مناسبت سے آپ کے اوصاف و کمالات پیش کیے جاتے ہیں۔

تحریر: صوفی محمد علی نقشبندی

اللہ کریم کے فضل و احسان سے جو ہستیاں دنیا میں رشد و ہدایت کا فریضہ تمام کمال انجام دیتی ہیں ان کے قول و فعل میں ہرگز تضاد نہیں ہوتا۔ وہ کتاب و سنت کی عملی تصویر ہوتی ہیں۔ ان کی زندگیوں کا ہر سانس حب مصطفےٰ ﷺ سے سرشار اور ہر پہلو سنت مصطفےٰ ﷺ کا پیروکار ہوتا ہے۔ یہ نفوس قدسیہ شریعت مطہرہ اور سنت مقدسہ کے ایسے دائمی پابند ہوتے ہیں کہ ان کے لمبے چوڑے مواعظ کی بجائے محض روزمرہ معمولات سے ہی گم گشتگان راہ ہدایت نشان منزل پا جاتے ہیں۔ انہی ہادیانِ ملت سے قطب العالم، محبوب سبحانی، قندیل نورانی الحاج پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہ کے وارث حقیقی نائب برحق اور نبیرہ ذیشان قطب العصر، شیخ المشائخ شہنشاہ ولایت سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم نقش لاثانی الحاج پیر سید علی حسین شاہ نور اللہ مرقدہ بھی رشد و ہدایت کے پیکر۔ شریعت و طریقت کے مجمع البحرین اور سنت و محبت مصطفوی ﷺ کے عملی نمونہ تھے۔ ناچیز راقم الحروف کو بحمد اللہ و بفضلہ تعالیٰ ۳۳ برس تک حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دینے کا شرف حاصل رہا۔ راقم نے اس عرصہ میں حضور کی عملداری سنت اور وفاداری شریعت کے جن مناظر سے قلب و نظر کو روشن کیا ان میں سے چند نمونے بطور مشت از خروارے پیش کئے جا رہے ہیں۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد عالیہ کے مطابق آپ کا لباس صاف ستھرا باوقار، اور سادہ ہوتا۔ تکلفات اور تصنعات کی آلائش سے پاک لباس ہمیشہ پسند فرماتے۔

☆ آپ سفید کپڑے کا سادہ قمیض اور سادہ ٹوپی پہنتے تھے۔

☆ آپ نے ہمیشہ تہبند استعمال کیا۔

☆ گرمیوں میں باریک سفید چادر کندھے پر رکھتے اور کبھی سر پر رکھ لیتے۔

☆ سردیوں میں سیاہ یا سیاہی مائل رنگ کا کمبل استعمال فرماتے۔

☆ مروجہ دور میں ہوزری کی تیارہ کردہ بنیان نہیں پہنتے تھے۔

☆ سادہ نوک دار جوتا پہنتے تھے۔ آپ نے کبھی مکیشن یا بوٹ نہیں پہنے۔ ہاں کبھی عذر کی بناء پر وضو کے بعد سادہ سی چپل پہن لیتے۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے صفائی کو نصف ایمان قرار دے کر اس کی تلقین فرمائی ہے۔ اسی سنت مطہرہ کے مطابق حضور نقش لاثانی قدس سرہ النورانی روزانہ غسل فرماتے۔ بالوں میں تیل لگاتے۔ کنگھی کرتے۔

☆ روزانہ مسواک کرنے کی سنت پر ہمیشہ عمل فرماتے۔

☆ آپ کی ریش مبارک قدرتی طور پر سنت مطہرہ کے مطابق رہتی۔ اسے کبھی ترشوانے کی حاجت نہ ہوتی۔

☆ آپ کے سر کے بال گھنگریالے تھے جنہیں آپ نے پٹے کی صورت میں رکھا ہوا تھا۔ ہمیشہ بالوں کی مناسب تراش خراش کا خیال رکھتے مگر کبھی بال نہ کٹواتے۔ اور وہ لمبے ہو جاتے تو کنگھی کرنے پر شانوں تک پہنچ جاتے۔ اس طرح بالوں کی اس درازی سے محبوب مکرم ﷺ کی سنت پر عمل ہوتا تھا۔ اور حضور اکرم ﷺ کی خصوصی دلکش ادائے محبوبی کا یہ انداز اہل دل اور صاحبان نظر کو والہانہ عقیدت و محبت سے تڑپا جاتا۔

☆ ہفتہ میں ایک دفعہ بالخصوص جمعرات کو حجامت بنواتے۔ منگل اور بدھ کے دن حجامت نہ بنواتے۔

☆ ناخنوں کی تراش میں سنت کے مطابق ترتیب قائم رکھتے۔

☆ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مرد کا جسم ناف سے گھٹنوں تک ڈھانپنا فرض ہے۔ راقم الحروف نے کبھی آپ کو اس کے خلاف نہ پایا۔

☆ آپ نے غسل خانہ، حوض، نہر، کنویں کے چوبچہ یا نلکا کے نیچے، جہاں بھی غسل فرمایا کبھی سنت مبارکہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔

☆ کھانا کھاتے وقت خصوصی طور پر سنت کریمہ کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ صاحب خانہ (میزبان) ہاتھ دھلواتے، کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تو کسی طرح بھی نہ پونچھتے۔ اور کھانا کھانے کے بعد صابن سے ہاتھ دھوتے تو صاف تولئے سے یا کپڑے سے پونچھتے۔

☆ طعام سے پہلے سب احباب اور شرکاء طعام کے سامنے کھانا نہ رکھا جاتا۔ خود شروع نہ فرماتے جب میزبان کی طرف سے سب کو اجازت ہوتی تب خود شروع فرماتے۔

☆ دائیں ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے لقمے استعمال کرتے۔ نہایت وقار، سنجیدگی اور دلی رغبت سے کھانا کھاتے۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ کے ارشاد مبارکہ کے مطابق کسی کھانے پر ناپسندیدگی کا اظہار نہ کرتے۔ جو پسند اور حسب طبع ہوتا تناول فرما لیتے اور جو خلاف طبع یا خلاف صحت سمجھتے اسے چھوڑ دیتے۔

☆ مرغن اور پر تکلف کھانوں کی نسبت سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔

☆ آپ سفر کے لئے بھی سنتوں کا لحاظ کرتے۔ سفر کا آغاز و اختتام سنت کے مطابق ہوتا۔

☆ سفر کے لئے دن، وقت، کیفیت وغیرہ سنت کے مطابق ہوتی۔

☆ آپ جب پیدل سفر کرتے تو تیز رفتاری اور ہمواری میں سب کو پیچھے چھوڑ جاتے۔

☆ اکثر گھڑ سواری آپ کا پسندیدہ ذریعہ تھا۔

☆ گو سفر کی طوالت اپنی علالت کی حالت میں موٹر وغیرہ میں بھی سفر فرماتے مگر یہاں بھی شریعت کی اجازت اور سنت کی پیروی ملحوظ خاطر رہتی۔

☆ نہایت مختصر پر مغز اور حقیقت وصداقت پر مبنی گفتگو فرماتے۔ آپ کی گفتگو حدیث مبارکہ خیر الکلام ماقل ودل کے مصداق ہوتی تھی۔ طویل پر پیچ اور پر فریب، گفتگو کو ناپسند فرماتے۔

☆ غیر ضروری اور مفید گفتگو پر خاموشی کو ترجیح دیتے۔ بلکہ اسے افضل ترین قرار دیتے۔ اور فرمایا کرتے کہ بلا ضرورت بلاوجہ گفتگو صوفی کے لئے طریقت کے منافی اور معصیت کے قریب ہے۔

☆ آپ جب اور جس طرف بھی دیکھتے پورے رخ سے دیکھنے کے عادی تھے۔ ترچھی نگاہ گھومتی ہوئی گردن یا اشارے بازی کی نظر سے نہ دیکھتے۔ یہ عمل کمال سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ نے پوری حیات طیبہ میں کبھی بھی ترچھی، ٹیڑھی اور اشارے کی نظر سے کسی طرف نہ دیکھا تھا۔

☆ ریا، نمود سے سخت نفرت کرتے۔ خلوص، نیک نیتی اور تنہائی پسند فرماتے۔

☆ تکلف پسند اور پر پیچ طبیعت کے مالک افراد کی بجائے سادہ طبع اور سادہ مزاج افراد کے پاس زیادہ خوش دلی کے ساتھ بیٹھتے اور ان کو پسند فرماتے۔ ان سے جلد گھل مل جاتے اور سنت کے مطابق ان کے ساتھ خوش طبعی کی گفتگو میں شریک ہوتے۔

☆ دربار پاک پر بے پردہ، فیشن ایبل اور آزاد منش خواتین کی آمد کو ناپسند فرماتے۔ ایسی خواتین کو حسب موقع و مزاج، نرم یا گرم انداز میں سمجھاتے۔ احکام شریعت اور آداب سنت سے آگاہ فرماتے اور محرم کے بغیر آنے والی عورتوں کو سخت تنبیہ فرماتے۔

☆ خواتین کو نماز ادا کرنے کی تاکید، خاوند کی خدمت اور اولاد کی پرورش کے سلسلہ میں نہایت سنجیدہ اور پر اثر ہدایت فرماتے۔

☆ ہر شخص جانتا ہے کہ آپ نے کبھی بھی عورتوں کو ہاتھ نہ لگانے دیا، قریب آنے سے پہلے ہی دور کر دیا۔ ہاتھ لگانے والی کو ڈانٹ دیا۔ البتہ زیادہ اصرار کرنے والی یا آپ کے مزاج کو سمجھنے والی خواتین محض چادر مبارک کو بوسہ دینے پر اکتفا کرتیں تھیں۔

☆ آپ کا پیشہ و ذریعہ آمدن زمینداری تھا۔ ہر دور میں وقت کے تقاضے کے ساتھ زمینداری کے اوزار وغیرہ رکھتے۔ بیل، ہل، ٹریکٹر، ٹرالی، تھریشر وغیرہ۔

☆ اپنے مویشیوں کو جوہڑ کا اور کسی اور طرح سے جمع شدہ گندہ پانی نہیں پلانے دیتے تھے بلکہ تالاب اور حوض سے تازہ پانی پلاتے اور فرماتے کہ پلید اور نجس پانی مویشیوں کو پلانا مناسب نہیں۔ خصوصاً بھینسوں اور

گائے کو پلانا سخت منع فرماتے تھے تاکہ ان سے حاصل ہونے والا دودھ کامل پاک اجزاء سے تیار شدہ ہو اور ناجائز کی ملاوٹ نہ ہونے پائے۔

☆ نماز تہجد ہمیشہ ادا فرماتے۔ اکثر صبح صادق سے ایک گھنٹہ پہلے ادا کرتے اور اس کے بعد زائرین اور خصوصی درباریوں کو باریابی کی اجازت ہوتی جو اس مبارک موقع پر اپنی اپنی حاجات وضروریات کے لئے دعا وتوجہ اور مشفقت کے ملتجی ہوتے اور بہرہ ور ہو کر لوٹتے۔

☆ نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام فرماتے اور دوسروں کو بھی حتی الامکان جماعت کو ترک نہ کرنے کی تلقین کرتے۔ کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ کے نیچے آ جائے اس کی کوئی حاجت، مشکل اور مصیبت باقی نہیں رہتی۔

☆ نماز فجر اور نماز عصر ادا کرنے کے بعد اکثر خاموش رہتے، گفتگو نہ کرتے بلکہ ان اوقات میں بلاوجہ گفتگو کرنے والوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے۔

☆ جب کسی کو بیعت فرماتے تو نماز کی پابندی، والدین کی خدمت، حلال کمائی، راست گوئی، تہجد، مراقبہ اور درود شریف کی پابندی کی خصوصی ہدایت اور تاکید فرماتے۔

اکثر زائرین مرد و عورت سے آپ پوچھتے کہ نماز پڑھتے ہو۔ اگر ہاں میں جواب ملتا تو آپ شادمان ہوتے اور دعائیں دیتے۔ اگر جواب نفی میں ملتا کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے نماز کی تاکید فرماتے۔

☆ اکثر و بیشتر آپ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر عبادات و اعمال صالحہ کی حکمتیں، دینی و دنیاوی مصلحتیں اور فوائد اور برکات بیان فرماتے۔

حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے چند گوشے اس نیت سے تحریر کئے گئے ہیں کہ حضور نقش لاثانی کی یاد ہماری ظاہر و باطن میں تازہ رہے۔ اور آپ کی سیرت طیبہ کے ذکر کی برکت سے ہمارے اعمال افعال بھی سنورتے رہیں۔ ۲۷ جولائی ۱۹۸۷ء کو حضور رحمتہ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔

☆☆☆

اُمتِ مُسلمہ تقویۃ الایمانی شرکیات اور بدعات کی زد میں

شیخ الحدیث محمد عبدالحکیم شرف

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کے زمانہ تک متحدہ پاک و ہند میں دو ہی گروہ تھے، اہل سنت اور اہلِ تشیع، لیکن اسمٰعیل دہلوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات سے متاثر ہو کر بے دھڑک امتِ مسلمہ کو کافر و مشرک قرار دیا اور وہابیت کا ایسا فتنہ چھوڑا جو آج تک تفریق و انتشار کا سبب بن رہا ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے عام سوانح نگار یہ ماننے سے گریزاں دکھائی دے رہے ہیں کہ انہوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کی ہے لیکن نواب وحید الزمان (غیر مقلد) بڑی صفائی سے اس کا اعتراف کر گئے ہیں، ہدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں:-

''ہمارے بعض متاخرین بھائیوں نے شرک کے بارے میں بہت شدت اختیار کی ہے اور اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے اور مکروہ یا حرام امور کو شرک قرار دے دیا ہے۔''

(ترجمہ عربی عبارت)

پھر اس کے حاشیہ میں بتایا کہ وہ کون لوگ ہیں:-

''وہ شیخ عبدالوہاب ہیں جنہوں نے ان امور کو شرک قرار دیا جیسا کہ اہلِ مکہ کی طرف ارسال کردہ اس کے بیٹے محمد اور پوتے عبداللہ کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے اور مولانا اسمٰعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں اکثر امور میں اس کی پیروی کی ہے۔'' (وحید الزمان، نواب: ہدیۃ المہدی (میور پریس، دہلی) ج ۱، ص ۲۶

تقویۃ الایمانی شرک و کفر کے چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور تلاش کریں کہ دنیا میں کون سا خوش نصیب ہے جو اُن کی زد میں نہیں آتا:-

○ ''اول سننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔'' (ص ۵)

یعنی جب تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھی گئی، اکثر لوگ (مسلمان) مشرک تھے اور توحید نایاب تھی، اب ذرا اس شرک کی تفصیل بھی دیکھئے:-

○ ''مشکل کے وقت پیروں، پیغمبروں، اماموں، شہیدوں اور فرشتوں کو پکارنا شرک، ان سے مرادیں مانگنا شرک، ان کی منتیں ماننا شرک، حاجت برآری کے لئے ان کی نذر و نیاز شرک، بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کی نسبت ان کی طرف کرنا شرک، عبدالنبی، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین نام رکھنا شرک'' (ملخصا (ص ۵)

صاحب تقویۃ الایمان کو مسلمانوں کی یہ وضاحت بھی مطمئن نہیں کرتی کہ ہم ان حضرات کو اللہ تعالےٰ کے برابر نہیں سمجھتے، ہم انہیں اللہ تعالےٰ کا بندہ اور مخلوق سمجھتے ہیں، یہ حضرات اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں، ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے، اس قسم کی وضاحت کو یہ کہہ کر کہ ''اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں'' (ص ۶) رد کر دیتا ہے۔

ارشادِ الٰہی وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ الآیۃ نقل

کر کے کہتا ہے:۔

''یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہوتا ہے۔'' (ص ۷)

حالانکہ یہ آیت صراحتہً ان لوگوں (مشرکوں اور کافروں) کے بارے میں ہے جو اللہ تعالےٰ کے ماسوا کسی کی عبادت کرتے ہیں اور دنیا کا کوئی مسلمان کسی مخلوق کی عبادت (پوجا) نہیں کرتا، صاف پتا چلتا ہے کہ دہلوی نے تمام مسلمانوں ہی کو پہلے کافر اور مشرک قرار دے رکھا ہے۔ پھر جتنی آیات کافروں کے بارے میں وارد ہیں، مسلمانوں پر چسپاں کردی ہیں ورنہ قرآنِ کریم کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کو سفارشی ماننے والا کافر ہے:۔

''جو کوئی کسی سے یہ معاملہ (پکارنا، منت ماننا، نذر و نیاز کرنا، وکیل اور سفارشی ماننا) کرے، گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔''
(ص ۸)

''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔''
(ص ۱۰)

یعنی اللہ تعالےٰ کی عطا سے علم و قدرت ماننا بھی شرک ہے، اب خود ہی سوچئے کہ اٰتَیْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا، بزرگانِ دین کا غلاف پکڑ کر دعا مانگنا شرک، اردگرد روشنی کرنا شرک، مجاور بن کر خدمت کرنا مثلاً جھاڑو دینا شرک، روشنی کرنا شرک، فرش بچھانا شرک، پانی پلانا شرک، وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا شرک (ص ۱۱)

○ ''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا

تقویۃ الایمانی شرک وکفر کے چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور تلاش کریں کہ دنیا میں کون سا خوش نصیب ہے جو اُن کی زد میں نہیں آتا

یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔'' (ص ۱۲)

○ ''یہ کہنا کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا، شرک، کسی کو داتا کہنا شرک، کسی کو شہنشاہ کہنا شرک''
(ص ۱۴)

تقویۃ الایمان کے مطابق ''موحد بن جایئے پھر چاہے فرعون، ہامان بلکہ شیطان جتنے گناہ بھی کر لیجئے، سب معاف بلکہ گناہوں کے مطابق رحمت ملے گی چلو چھٹی ہوئی:۔

○ ''اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے پھر یوں سمجھے کہ جتنے گناہ ان گنہگاروں سے ہوئے ہیں سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب اتنی ہی اس پر بخشش کرے گا۔'' (ص ۲۲)

○ ''یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے...... یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے۔''
(ص ۲۷)

گویا دور سے پکارنا اللہ تعالےٰ کے ساتھ مختص ہے اور یہ اسی وقت ہوگا جب اللہ تعالےٰ کو دور مانا جائے گا، مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کو دور سے پکارا تو شرک لازم آئے گا، معاذ اللہ!

حصنِ حصین میں حدیث ہے:۔

وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ۔

''اگر مدد طلب کرے تو کہے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔''

نواب قطب الدین ظفر جلیل شرح حصنِ حصین میں لکھتے ہیں:۔

''میرک شاہ نے بعض علماء ثقات سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور محتاج ہیں طرف اس کے تمام مسافر اور مشائخ سے روایت کی گئی ہے کہ یہ مجرب ہے اس مقدمہ میں۔'' (قطب الدین، نواب: ظفر جلیل، مطبع عبدالغفور شاہجہان آبادی، ص ۲۰۲ (بحوالہ اطیب البیان)

تقویۃ الایمان کے مطابق اس حدیث پر نہ صرف پکارنے کے اعتبار سے بلکہ مانگنے کے اعتبار سے بھی شرک کا حکم عائد ہوگا۔ نعوذ باللہ تعالےٰ من ذلک۔

''سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو ثابت نہ کرے۔''

(ص ۳۲)

مشرک گری کا شوق کس قدر شدید ہے کہ جو شخص کسی مخلوق کے لئے جہان میں تصرف ثابت کرے یا کسی کو اپنا وکیل مانے اس پر شرک کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا اگرچہ وہ اس مخلوق کو اللہ تعالےٰ کے برابر نہ جانے، اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے: فالمدبرات امرا ''وقسم ہے ان فرشتوں کی جو امور عالم کا انتظام کرنے والے ہیں۔'' قرآنِ پاک کے مطابق بنی اسرائیل عرض کرتے ہیں: یموسی ادع لنا ربک ''اے موسیٰ! (علیہ السلام) اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کیجئے۔''

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے روز

تقویۃ الایمان کے مطابق ''موحد بن جایئے پھر چاہے فرعون، ہامان بلکہ شیطان جتنے گناہ بھی کر لیجئے، سب معاف بلکہ گناہوں کے مطابق رحمت ملے گی چلو چھٹی ہوئی۔

تمام مخلوق انبیاءِ کرام کی خدمت میں حاضر ہوگی اور پھر عالم محبوب خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ بارگاہِ الٰہی میں ہماری شفاعت کیجئے اور ہمیں اس مصیبت سے نجات دلایئے جس میں ہم مبتلا ہیں، یہ وکالت نہیں تو اور کیا ہے؟ تقویۃ الایمان کے مطابق تو قرآن و حدیث پر بھی شرک کا الزام آئے گا اور جب قرآن و حدیث ہی اس الزام سے بری نہ ہوئے تو اور کسی کے لئے کہاں گنجائش ہوگی؟

صفحہ ۳۵ سے ۳۷ تک شفاعت کا کھلم کھلا انکار کیا ہے۔ جس کی تفصیل آپ تحقیق الفتویٰ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

سلف صالحین سے برگشتہ کرنے کے لئے لکھا ہے:۔

''کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہی باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔''

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

''اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو''

اب سوال یہ ہے کہ اہل علم کے قول پر اعتماد کیا جائے گا یا نہیں؟ اگر اعتماد نہیں تو پوچھنے کا کیا فائدہ؟ کیا معاذ اللہ! اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو عبث کا حکم دیتا ہے؟ اور اگر ان کے قول پر اعتماد کیا جائے تو تقویۃ الایمان کے مطابق شرک ٹھہرے گا، اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی تعمیل ہو تو کیونکر؟ یہ بات پیشِ نظر رہے کہ کوئی ایماندار عالم کتاب و سنت کے مقابل قول کرنے کی جرات نہیں کر سکتا وہ وہی حکم بیان کرے گا جو خدا اور رسول کا ہو۔

پھر اللہ تعالےٰ نے سورۂ فاتحہ میں ہمیں دعا مانگنے کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ اے اللہ! ہمیں راہِ راست کی ہدایت عطا فرما، چونکہ ہر گمراہ اور غلط کار یہ کہتا ہے کہ جس راہ پر میں چل رہا ہوں وہی راہِ راست ہے، اس لئے صراطِ مستقیم کی نشانی یہ بیان فرما دی صراط الذین انعمت علیہم یعنی جو شخص انعام یافتہ حضرات (انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین) کی راہ اختیار کرے گا وہ راہِ راست پر ہے اور جو ان کی راہ سے برگشتہ ہوا غلط کار اور گمراہ ہے، مگر مولوی اسمٰعیل کو اصرار ہے کہ

''کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا شرک ہے''

ع یہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

معاملہ سلف صالحین تک ہی نہیں رہ جاتا بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حکم کو واجب الاطاعت ماننا بھی شرک قرار دیا ہے:

''یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے، ان کا جو جی چاہتا تھا

اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات انکی امت پر لازم ہو جاتی تھی، سوایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ ہے اور پیغمبر خبر دینے والا ہے۔''

(ص ۴۷)

ارشاد ربانی ہے اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اگر رسول کے حکم کی اطاعت لازم نہیں ہے تو واطیعو الرسول کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟

حضرت قرع بن حابس نے پوچھا کیا حج ہر سال فرض ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا، جب انہوں نے دوسری اور تیسری بار یہی سوال کیا تو فرمایا لو قُلتُ نَعَمْ لوجبتْ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا تمرد دیکھئے کہ جو شخص یہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے فرمان سے کوئی بات واجب ہو جاتی ہے تو دہلوی کے نزدیک شرک واجب ہو جاتا ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اشیاء جن کے بارے میں نص وارد نہیں ہوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کا حکم فرمادیں تو واجب اور اگر منع فرمادیں تو ممنوع، مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔

علامہ شرف الدین بوصیری قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

نبیّنا الآمرُ النّاھی فلآ احدٌ
ابرَّ فی قولِ لا منہُ ولا نعم

''ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دینے والے، منع فرمانیوالے ہیں، کوئی شخص نعم ورنہ، ہاں اور نہیں، کہنے میں آپ سے سچا نہیں ہو سکتا۔''

امت مسلمہ کو جس بے دردی سے مشرک قرار دیا ہے وہ بڑا ہی خوفناک انداز ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیوانہ یا سویا ہوا آدمی جو واجبی تباہی منہ میں بولتا ہے، کہے جاتا ہے، ملاحظہ ہو:۔

''اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور وہاں جا کر جانور چڑھانے اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر پر مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھانس نہ اکھاڑنا اور اسی قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنی، یہ سب شرک کی باتیں ہیں، ان سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کرنا چاہئے، کسی مخلوق کی یہ شان نہیں کہ اس سے یہ معاملہ کیجئے۔''

(ص ۴۵)

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کی قبر بھی ہے جہاں دور سے قصد کر کے جانا چاہئے اور اس کا طواف کرنا چاہئے کیونکہ بقول تقویۃ الایمان یہ معاملہ خالق ہی سے کیا چاہئے۔

ان امور پر تفصیلاً گفتگو تو صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی تصنیف لطیف اطیب البیان میں کی گئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ خبردار! تم قبروں کی زیارت کیا کرو کہ یہ زیارت آخرت کی یاد دلاتی ہے اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔''

لیکن تقویۃ الایمان کے مطابق قبر پر جانا شرک ہے خاص طور پر روضہ مبارکہ کی زیارت کے بارے میں متعدد حدیثیں وارد ہیں۔ ایک حدیث میں ہے مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا، تقویۃ الایمان کی رو سے دور سے قصد کر کے جانا شرک ہے۔

> **مشرک گری کا شوق کس قدر شدید ہے کہ جو شخص کسی مخلوق کے لئے جہان میں تصرف ثابت کرے یا کسی کو اپنا وکیل مانے اس پر شرک کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا اگرچہ وہ اس مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہ جانے**

طواف قبر کے متعلق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

''بعدہ ہفت کرت طواف کند، دراں تکبیر بخواند و آغاز از راست بکند بعدہ طرف پایاں رخسارہ سند و بیاید نزدیک روئے میت بہ نشیند بگوید یارب، بست و یک بار''

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

تقویۃ الایمانی ذہن کے مطابق حضرت شاہ صاحب مشرک ٹھہرے کہ وہ طواف قبر کا حکم دے رہے ہیں کہ دائیں جانب سے شروع کرے سات چکر لگائے، ان میں تکبیر کہے، میت کے پاؤں کی طرف رخسارہ رکھے پھر میت کے چہرے کے سامنے آکر ۲۱ مرتبہ یارب کہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

اِنّیْ حَرَّمُ مَا بَیْنَ لَا بَتی الْمَدِیْنَۃ اَنْ یُّقْطَع عِضَاھُت وَ یُقْتَل صَیْدُھَا۔

(مشکوۃ شریف، ص ۲۳۹)

''میں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کے درمیانی حصہ کو حرام کرتا ہوں، اس کے درختوں کا کاٹنا اور اس کا شکار کرنا۔''

اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک قرار دیا گیا ہے۔

تذکیر الاخوان، تقویۃ الایمان کا دوسرا حصہ عربی میں تھا۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا ارادہ تھا کہ اس کا اردو ترجمہ کیا جائے لیکن مہلت نہ ملی، اس کے مرید محمد سلطان نے اردو ترجمہ کیا، اس میں جن امور کو بدعت اور گمراہی قرار دیا ہے ان کی فہرست طویل ہے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

''پھر ان میں کوئی قادری، کوئی سہروردی، کوئی نقشبندی، کوئی چشتی بنے، حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ۔'' (ص ۷۹)

یعنی چشتی، نقشبندی، قادری اور سہروردی بننا، یہود و نصاریٰ کی تفرقہ بازی کی طرح ہے۔

نئے نئے فرقوں اور بدعتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

''ایک فرقے نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر اختیار کر کے شغل برزخ (تصور شیخ) اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے درود وظیفہ اور فالنامے اور گنڈے تعویذ اور اُتارے اور حاضراتیں اور عرس اور قبروں پر مراقبہ اور باجہ راگ سننا اور حال لانا ایجاد کیا اور مشائخ اور پیر کہلائے، پھر کسی نے آپ کو چشتی مقرر کیا اور کسی نے قادری اور کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی، کسی نے رفائی ٹھہرالیا۔'' (ص ۸۱)

تقویۃ الایمان کے مطابق تمام سلاسل کے مشائخ اور مریدین بدعتی ٹھہرے۔

''شادی میں سہرا باندھنا، عید میں بغلگیر ہو کر ملنا، شبرات میں روشنی کرنا، تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی مُردوں کی کرنا، نشان قدم رسول وغیرہ کی تعظیم میں کرنا، یہ سب ہندوؤں کی اور اپنے عالموں اور مولویوں اور درویشوں کی نکالی ہوئی ایجادی بات کو خدا اور رسول کے فرمودے کے برابر سمجھنا اور اس کی تحقیق نہ کرنا۔'' (ملخصاً)

(ص ۸۴)

لڑکا پیدا ہونے پر چھٹی کرنا، بسم اللہ کے واسطے چار برس اور چار مہینے کی قید کرنا اور بسم اللہ کی شادی کسی سے کرنا، ربیع الاول میں مولودی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے کھڑے ہو جانا، ربیع الثانی کا گیارہویں کرنا، شعبان میں حلوا پکانا، شوال میں عید کے روز سویاں پکانا اور بعد نماز عیدین بغلگیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا اور ذیقعدہ کے مہینے میں نکاح کرنا، کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا اور قبر میں قل کے ڈھیلے رکھنا اور شجرہ رکھنا اور تیجہ دسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عرس مُردوں کے کرنا اور اسقاط مروجہ کرنا، حافظوں کو قبروں پر بٹھلانا، قبروں پر چادریں ڈالنا، مقبرے بنانا، قبروں پر تاریخ لکھنا، وہاں چراغ جلانا اور وِردِ نادِ علی اور ختم بزرگوں کے نام کے اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا (ملخصاً) (ص ۸۶ تا ۸۸)

غرض یہ کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے

تحت عامۃ المسلمین کو مشرک اور بدعتی قرار دے کر ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی گئی ہے اور مشرک سازی کا جنون اس حد تک پہنچا کہ جو نظر کے سامنے آیا اسے مشرک قرار دے دیا، یہ بھی مشرک وہ بھی مشرک، تم بھی مشرک اور میں بھی مشرک، تقویۃ الایمان کے مطابق مولوی اسمٰعیل دہلوی سمیت دنیا کے تمام افراد مشرک ہیں۔

مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے دہلوی صاحب نے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ہر اس شخص کو قبض کر لے گی جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہوگا، وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کچھ خیر نہ ہوگی تو وہ اپنے آباء کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔

اس کے بعد مولوی اسمٰعیل دہلوی نے بے فائدہ ایک فائدہ کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا:۔

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا'' (ص ۵۰)

لیجئے وہ ہوا (دہلوی کی قسمت کے لئے) چل چکی اور دنیا میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو، تو خود مولوی اسمٰعیل دہلوی کا کیا حال ہوگا؟

حضرت علامہ قاضی عیاض قدس سرہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:۔

نَقْطَعُ بِتَکْفِیْرِ کُلِّ قَائِلٍ قَالَ قَوْلًا یُتَوَصَّلُ بِہٖ اِلٰی تَضْلِیْلِ الْاُمَّۃِ۔

''جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وہ یقیناً کافر ہے۔'' (امام احمد رضا بریلوی: الکوکبۃ الشہابیہ، ص ۱۲)

چونکہ تقویۃ الایمان میں عامۃ المسلمین کو مشرک اور بدعتی قرار دیا گیا تھا اس لئے علماءِ اہلِ سنت نے سختی سے اس کا نوٹس لیا یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی اس سے برات اور بیزاری کا اظہار فرمایا۔ مولانا محمد مخصوص اللہ، مولانا محمد موسےٰ، حضرت شاہ احمد سعید مجددی، مفتی صدر الدین آزردہ، شاہ فضل حق خیر آبادی، شاہ عبدالمجید بدایونی اور شاہ فضل رسول بدایونی قدست اسرارہم ایسے اکابر معاصرین نے تقریر و تحریر کے ذریعے ردِ بلیغ کیا۔ کچھ لوگوں نے ان نظریات کو اپنا کر حمایت کا راستہ اختیار کیا، پھر فریقین میں وہ معرکہ آرائی ہوئی کہ پورا ہند میدان کارزار دکھائی دینے لگا۔

--- حضور سرور عالم ﷺ ---

--- نے فرمایا ---

۝۝۝

کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اس کی اولاد، والدین اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

اظہارِ تشکر

جناب چوہدری
محمد اقبال صاحب
مرکزی چیئرمین
بزم نعت سیالکوٹ
کے
شکر گزار ہیں جنھوں
نے
''مجلۃ الحقیقہ''
کی اشاعت و ترویج
میں خصوصی تعاون
فرمایا

ادارہ مجلۃ الحقیقہ

کیا یہ لوگ مشرک ہیں؟!

ایک سوال کا جواب درکار ہے

سعید احمد عامر نقشبندی

''مجلۃ الدعوۃ'' والے بتائیں کہ کیا یہ سب لوگ مشرک ہیں؟ (نعوذ باللہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قال رسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انَّ اللّٰہ زوی لی الْاَرض حتّٰی رایتُ مشارقھا و مغاربھا. (مسلم شریف)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا (یعنی سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دیا) یہاں تک کہ میں نے ساری زمین اور اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اور یہی معنی ہیں حاضر و ناظر کے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

نَعَی النَّبیُّ عَلَیْہِ السَّلامُ زَیْدًا وَّ جعفر و ابن رواحۃ للنّاس قبلَ ان یَّاتیھُمْ خبرُھُمْ فقال اخذ الرَّایۃ زیدٌ فاُصیب الٰی حتّٰی اخذ الرَّایۃ سیفٌ مِّنْ سُیُوفِ اللّٰہ یعنیْ خالدُ ابنُ الْولید حتّٰی فتح اللّٰہ علیھم

(بخاری شریف۔ مشکوۃ باب المعجزات)

ترجمہ:۔ حضور علیہ السلام نے زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی موت کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو خبر موت دے دی۔ فرمایا کہ اب جھنڈا زید نے لے لیا۔ اور وہ شہید ہو گئے۔ یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلوار خالد ابن ولید نے لے لیا۔ تا آنکہ اللہ نے ان کو فتح دے دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ 'موتہ' جو مدینہ منورہ سے بہت ہی دور ہے، وہاں جو کچھ ہو رہا ہے۔ حضور علیہ السلام اس کو مدینہ پاک سے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وانَّ موْعدکُمُ الْحوْضُ وانّیْ لا نظرُ الیہ من مَّقامیْ ھذا. (بخاری جلد دوم۔ مسلم شریف)

ترجمہ:۔ تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اس کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قال رسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انّیْ اری مالا تروْن. (ترمذی شریف۔ ابن ماجہ۔ مشکوۃ ص ۴۵۷)

ترجمہ:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رَأیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃ۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلم رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً ببصرہ و مَرَّۃً بفُؤادہ۔

(طبرانی۔ خصائص کبریٰ جلد اول ص ۱۶۱)

ترجمہ:۔ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔ ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

اوپر کی چار احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی قوت بصارت باقی لوگوں کی نسبت بے پناہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَسْمَآءَ ھُمْ وَ اَسْمَآءَ اٰبَآئِھِمْ وَاَلْوَانَ خُیُوْلِھِمْ خَیْرُ فَوَارِس اَوْ مِنْ خَیْرِ فوارس علی ظَہْرِ الْاَرْض۔ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الملاحم فصل اوّل)

ترجمہ:۔ ہم ان کے (دجال سے جہاد کی تیاری کرنے والوں کے) نام، ان کے باپ دادوں کے نام، ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتے ہیں۔ وہ روئے زمین پر بہترین سوار ہیں۔

حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ایک بار میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے حارث! تم نے کس حال میں دن پایا۔ میں نے عرض کیا کہ سچا مومن ہو کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ میں نے عرض کیا۔

وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ بَارِزاً وَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْھَا وَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ النَّارِ یَتَضَاغُوْنَ فِیْھَا۔ (فقہ اکبر از امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (نسخہ حیدرآباد)۔ جامع کبیر از علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ)

ترجمہ:۔ میں گویا عرشِ الٰہی کو ظاہراً دیکھ رہا ہوں۔ اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں ملتے ہوئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھتا ہوں۔

جب اس آفتاب کے ذروں کی نظر کا یہ حال ہے کہ جنت و دوزخ، عرش و فرش، جنتی و دوزخی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو اس آفتاب کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کا کیا پوچھنا ہے۔

انصاف کیجئے!

کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی احادیث روایت کرنے والے یا ان پر ایمان رکھنے والے مشرک ہیں؟ (نعوذ باللہ)۔ ایسا کہنا سخت بے ادبی و گستاخی ہوگی۔ صحابہ کرام (علیہم الرضوان)، حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں (اور بعد میں بھی) یہ احادیث ایک دوسرے کو سنایا کرتے تھے۔ اگر ایسے عقائد مشرکانہ ہوتے تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منع کرتے یا کم از کم سمجھاتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے شرک و بدعت کے حملے اور فتوے علمائے کرام پر نہیں بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

وما علینا الا البلاغ المبین

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم
غیر مسلموں کی نظر میں

پروفیسر عبداللہ ملک

نپولین بونا پارٹ محسنِ انسانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ایک مرکزِ ثقل تھی جس کی طرف لوگ کھنچے چلے آتے۔ آپ کی تعلیمات نے لوگوں کو اپنا مطیع وگرویدہ بنالیا اور ایک گروہ پیدا ہو گیا جس نے چند ہی سال میں اسلام کا غلغلہ نصف دنیا میں بلند کردیا۔ اسلام کے ان پیروؤں نے دنیا کو جھوٹے خداؤں سے چھڑا لیا۔ انھوں نے بت سرنگوں کر دیئے۔ موسیٰ وعیسیٰ کے پیروؤں نے پندرہ سو سال میں کفر کی نشانیاں اتنی منہدم نہ کی تھیں جتنی ان متبعینِ اسلام نے صرف پندرہ سال میں کر دیں۔ حقیقت یہ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی بہت ہی بڑی تھی۔[1]

ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ نے ۱۹۱۲ء میں ایک تصوف کانفرنس میں حضورِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا:

''جہاں تک اسلام کے بانی کا تعلق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی تاریخ میں علم الاصنام کا وہ عنصر نہیں پایا جاتا جس نے دوسرے بڑے مذہبی پیشواؤں کی زندگیوں پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک ایسے زمانے میں بسر ہوئی تھی، جسے تاریخی زمانہ کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اپنے خدوخال کے اعتبار سے کس قدر سادہ، کس قدر بہادرانہ تھی۔ تاریخ آدمیوں کی عظیم الشان زندگیوں میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تاریخ کے ایک کٹھن دور میں پیدا ہوئے تھے جو سخت اور مشکل حالات سے گھرا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے جو سرتاپا اوہام پرستی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اس قدر شریفانہ اور اس قدر سچی نظر آتی ہے کہ ہم فوراً معلوم کر لیتے ہیں کہ کیوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گردوپیش کے لوگوں تک اپنے خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ مکہ کے تمام مرد، عورتیں اور بچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الامین کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

پنڈت گوپال کرشن ایڈیٹر بھارت ساچار بمبئی ''مہاپرش'' کے عنوان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ یوں بیان کرتے ہیں:۔

''رشی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی پر جب ہم وچار کرتے ہیں تو یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ ایشور نے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنسار سدھارنے کے لئے بھیجا تھا۔ اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر وہ شکتی موجود تھی جو ایک گریٹ ریفارمر (مصلحِ اعظم) اور ایک مہاپُرش (ہستی اعظم) میں ہونی چاہیے۔

---

[1] ''بوناپارٹ اور اسلام'' از شیلر (۱۹۱۴ء پیرس فرانس) صفحہ ۱۰۵

''وہ عرب کے فاتح اعظم تھے مگر مفتوح اقوام کے لئے پیغامِ رحم وکرم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم میں ایک چمکتا ہوا ستارہ یہ بھی ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر وغریب کو ایک ہی سطح پر زندگی بسر کرنے کا ڈھب سکھلاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تھا کہ غریب کے پہلو میں بھی دل ہے جو اچھے سلوک سے خوش اور برے سلوک سے ناخوش ہوتا ہے۔''

مشہور یورپین محقق لین پول رقمطراز ہے کہ: ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہایت بااخلاق اور رحمدل بزرگ تھے۔ اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ریا خداپرستی، عظیم فیاضی مستحقِ تعریف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر انکسار پسند تھے کہ بیماروں کی عیادت کو جایا کرتے تھے، غلاموں کی دعوت قبول کر لیے، غریبوں سے زیادہ محبت کرتے اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدس پیغمبر تھے۔''

انگلستان کا مشہور اہلِ قلم مسٹر ٹامس کارلائل لکھتا ہے کہ: ''حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا لقب نہایت صاف وشفاف اور اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیالات بے لوث تھے۔ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سرگرم اور باخدا بزرگ تھے۔ آج کی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صداقت کامیاب نظر آتی ہے۔''

مسٹر گبن لکھتے ہیں: ''ہر انصاف پسند شخص یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تبلیغ وہدایت خالص سچائی اور خیر خواہی پر مبنی تھی۔''

مشہور روسی محقق کاؤنٹ ٹالسائی رقمطراز ہے: ''حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا میں مصلح عظیم بن کر آئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی جو کہ قوتِ بشری سے بہت زیادہ ارفع واعلیٰ تھی۔''

جارج برنارڈ شا لکھتا ہے: ''ازمنہ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے اپنی جہالت اور تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی ہے۔ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی۔ انہوں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذہب کے خلاف باضابطہ تحریک چلائی میں نے ان باتوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہستی عظیم تھے اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ۔''

این جی اوز کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیاں

مدیر اعلیٰ کا حقیقت افروز مقالہ

باطل قوتیں ہر دور میں نئے نئے طریقوں اور ہتھکنڈوں سے اسلام کے خلاف سرگرم عمل رہی ہیں۔ ہر دور میں ان قوتوں نے کئی کئی روپ دھار کر عالم اسلام کو نقصان پہنچانے کی ناپاک سازشیں کی ہیں۔ کبھی یہ قوتیں تجارت کے بہانے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے برصغیر پر قبضہ کر لیتی ہیں کبھی شریف مکہ کو دھوکہ دیکر سلطنت عثمانیہ کو توڑ دیتی ہیں کبھی یہ اسلام کے دشمن امداد اور حفاظت کرنے کے بہانے خلیج میں تسلط جماتے ہیں۔ سعودی عرب اور کویت کے قدرتی وسائل پر براجمان ہو جاتے ہیں کبھی وہ نام نہاد مسلمانوں کے ذریعے جاسوسی کا جال بچھا کر مسلمانوں کی ''کچی پکی'' جان لیتے ہیں پھر اس کی روشنی میں منصوبہ بندی کر لیتے ہیں کبھی وہ اپنے ایجنٹوں اور ایجنسیوں کے ذریعے مسلم ممالک میں دہشت گردی کرا کے امن و امان تباہ کر دیتے ہیں۔ اور کبھی مذہبی منافرت لسانی و علاقائی تعصبات کی آبیاری کرتے نظر آتے ہیں۔ اتنا کچھ کر لینے کے بعد بھی اگر دل نہ بھرے تو پیغمبر اسلام محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبیوں اور گستاخیوں کے ذریعے اہل اسلام کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ مسلم ممالک میں سیکولر اور دین بیزار لوگوں کے ذریعے شعائر اسلامی کی توہین کراتے نظر آتے ہیں۔ ایک عرصہ سے انسانی حقوق کی آڑ میں مسلم ممالک کی توڑ پھوڑ کے عمل میں سرگرم عمل ہیں۔ ان کے پروگرام اور منصوبے انسانی حکمت عملی اور ہر مسلم علاقے کے مزاج اور حالات کے مطابق ہوتے ہیں۔ پورے عالم اسلام میں یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں نے مسلمانوں کو کمزور کرنے اور انھیں اپنے زیر نگیں رکھنے کے لئے این جی اوز (Non Governmental Organizations) نے جال پھیلایا ہوا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی یہ آلہ کار تنظیمیں ہر اسلامی ملک میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔ یہود و نصاریٰ اپنے اسلام مکاؤ مشن کی تکمیل کے لئے اقوام متحدہ، ملٹی نیشنل کمیٹیوں، ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف جیسے اداروں کی پشت پناہی سے این جی اوز کی مکمل سرپرستی کر رہے ہیں۔

> **یہود و نصاریٰ اپنے اسلام مکاؤ مشن کی تکمیل کے لئے اقوام متحدہ، ملٹی نیشنل کمیٹیوں، ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف جیسے اداروں کی پشت پناہی سے این جی اوز کی مکمل سرپرستی کر رہے ہیں۔**

یورپ کی عیسائی و یہودی ایجنسیاں اور اقوام متحدہ کے مختلف ادارے انھیں کروڑوں اور اربوں کے فنڈز مہیا کرتے ہیں۔ پاکستان میں این جی اوز کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ وطن عزیز میں مغربی امداد سے چلنے والی تقریباً 15 این جی اوز ایسی ہیں جن کے کار پرداز حکومت کے اہم عہدوں کے علاوہ سکیورٹی کونسل میں نہ صرف شامل ہیں بلکہ کھلے عام مغرب کے منصوبوں پر عمل درآمد کر رہے ہیں۔ اسلام آباد اور لاہور میں ہر تیسرے اور چوتھے بیوروکریٹ ریٹائرڈ جرنیل اور صاحبان اور ان کی بیگمات اور صاحبزادیاں این جی اوز چلا رہی ہیں۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں مصروف این جی اوز نے گارڈن ٹاؤن کے علاقے کو اپنا مرکز بنا رکھا ہے۔ یہ بظاہر Non Governmental Organizations ہیں مگر یہ سرکاری محکموں سے زیادہ فعال مضبوط اور با اثر ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت

صورت حال یہ ہے کہ دنیا بھر میں پانچ کروڑ کی تعداد میں این جی اوز اپنا کھیل کھیل رہی ہیں افغانستان میں ان کی تعداد 4500 ہے پاکستان میں 30.000 جبکہ صرف صوبہ پنجاب میں 5967 کی تعداد میں موجود ہیں سابقہ دور حکومت میں سابق صوبائی وزیر صاحبزادہ سید بنیامین رضوی کی کوششوں سے ان میں سے صرف 1941 این جی اوز پر پابندی لگائی گئی۔ جو این جی اوز رجسٹرڈ نہیں ہیں وہ منظر عام پر نہ ہونے کی وجہ سے مختلف خفیہ طریقوں سے سرگرم عمل ہیں وہ لاتعداد ہیں موجودہ حکومت کی این جی اوز پر خصوصی شفقت کی بنا پر خفیہ این جی اوز بھی منظر عام پر آنے لگی ہیں۔

پاکستان میں ان غیر سرکاری تنظیموں کو عالمی بنک آئی ایم ایف اور یونیسیف کی پالیسیوں سے بھی پنپنے کا موقع ملتا ہے۔ ان عالمی اداروں نے پاکستان کی معیشت کو قرضوں کی معیشت میں تبدیل کر دیا ہے۔ پھر اس سے پیدا شدہ مسائل کے حل کی لئے ان تربیت یافتہ ایجنٹوں کو قوم پر مسلط کر دیا ہے۔

پاکستان میں این جی اوز کے کردار پر فرائیڈے اسپیشل کی رپورٹ کے مطابق یہ این جی اوز مسلم معاشرہ میں مذہب سے بیزاری اور عیسائیت کا پرچار کر رہی ہیں۔

یہ NGOS مسلم معاشرے میں مذہب سے بیزاری اور عیسائیت کا پرچار کر رہی ہیں۔ صوبہ سرحد میں ان تنظیموں نے 1980ء سے 1989ء تک افغان مہاجرین سے برائے نام ہمدردی کے طور پر دفاتر کھول دیئے۔ دو تین سال کی مدت تک مہاجرین کی نفسیات کا مطالعہ کرنے پر صرف کی۔ 1986ء تک ان کے اہلکاروں نے پشتو اور فارسی زبان سیکھی۔ جن لوگوں نے پشتو زبان سیکھ لی۔ ان میں 2000 یہودی اور اسرائیلی باشندے بھی شامل تھے۔ 1985ء میں بعض NGOS نے مختلف گروپوں کو انفرادی طور پر پیسہ اور اسلحہ فراہم کرنا شروع کر دیا۔ اور مختلف تنظیموں کے اندر جاسوسی کا ایک مضبوط نیٹ ورک ترتیب دیا۔

1958ء سے 1992ء میں، ان تنظیموں نے صوبہ سرحد، بلوچستان، افغانستان کے بعض صوبوں میں لوگوں کو عیسائی بنانے کا پروگرام شروع کیا 1990ء سے 1994ء تک مختلف تنظیموں کو بے پناہ اسلحہ فراہم کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے 4 سال تک افغانستان میں شدید خانہ جنگی ہوئی اور ہزاروں افراد مارے گئے۔

پاکستان اگر ملتِ اسلامیہ میں عظیم ایٹمی قوت بن کر ابھرتا ہے۔ تو ایک محب وطن پاکستانی کبھی بھی اس کے خلاف ایک لفظ نہیں کہے گا۔ تکلیف صرف ان غیر ملکی آلہ کار این جی اوز کو ہوئی۔ جو اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اس عظیم کارنامے پر اس طرح کا قابل نفرین کام کرتی ہیں۔

دوسری طرف تنظیموں کے اندر نوجوان نسل میں ان NGOS نے عیسائی مذہب کی کتب تقسیم کرنا شروع کر دیں اور مقامی عیسائیوں کی مدد سے ان تنظیموں نے ہزاروں افغانوں کو یوکرائن کے راستے یورپ بھیج دیا۔ اور انہیں وہاں عیسائی بنایا گیا۔

ان غیر سرکاری تنظیموں کی ایک بڑی تعداد غیر ملکی سفارت خانوں سے کروڑوں روپے فنڈ لے کر ان کے لئے ہر شعبہ زندگی سے متعلق رپورٹیں مرتب کرتی ہیں۔ بلکہ بعض تو ان ممالک کے لئے جاسوسی کرتی ہیں۔ ہر حکومتی شعبے کے خلاف تحقیری رپورٹیں ان ممالک کو ارسال کرتی ہیں۔ مثلاً وطن عزیز پاکستان میں چائلڈ لیبر (Child Labour) کے مسئلے کو بہت اچھالا ہے پاکستان میں فٹ بال یا اس جیسی دوسری صنعتیں جو کچھ سالوں سے کافی ترقی کر رہی تھیں۔ ان این جی اوز نے چائلڈ لیبر کے مسئلے کو اس قدر ہوا دی ہے کہ یہ صنعتیں تباہی کے دہانے پر پہنچ گئیں۔

''انسانی حقوق'' اور ''حقوق نسواں'' جیسے پرکشش لیبلز کے ساتھ یہ غیر سرکاری تنظیمیں شعائر اسلامی کو مذاق کا ہدف بنا رہی ہیں قرآن وحدیث کے احکام کا مذاق اڑانا اور مذہبی روایات کی دھجیاں بکھیرنا ان کے مقاصد ہیں۔

پاکستان میں فٹ بال یا اس جیسی دوسری صنعتیں جو کچھ سالوں سے کافی ترقی کر رہی تھیں۔ ان این جی اوز نے چائلڈ لیبر کے مسئلے کو اس قدر ہوا دی ہے کہ یہ صنعتیں تباہی کے دہانے پر پہنچ گئیں۔

کیونکہ ان صنعتوں میں زیادہ تر بچے کام کرتے ہیں۔ منڈی کو غیر ملکی اشیاء کے فراوانی سے بچانے کے لئے انسانی حقوق کا نام بارہا لیا جاتا ہے امریکہ میں بھی پاکستان کی مصنوعات پر اس لئے پابندی لگا دی گئی کہ پاکستان میں بچوں سے مشقت لی جاتی ہے۔ لیکن در پردہ پاکستانی اشیاء کی منڈی میں مقبولیت کے ڈر سے یہ اقدام کیا گیا۔ ورنہ چائلڈ لیبر پر بات کرنے والی این۔ جی۔ اوز بھی صرف ترقی پذیر ممالک کے بچوں کی ہی بات کرتی ہیں۔ حالانکہ بچے امریکہ اور دوسرے بڑے ممالک میں بھی کام کرتے ہیں۔ وہاں بچوں کے ساتھ ناقابلِ بیان ناروا سلوک ہوتا ہے۔ انہیں جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں ایک امریکی کمپنی (جو بچوں کو ایذا رسانی سے بچانے کے لئے قائم کی گئی) کی رپورٹ کے مطابق 1992ء میں امریکہ کے بعض علاقوں میں 30 لاکھ بچے ایذا رسانی کا شکار ہوئے جن میں سے 2611 بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کمپنی نے اپنی رپورٹ میں بچوں کو۔ بے تحاشا مارنے پیٹنے، جنسی جارحیت کا نشانہ بنانے، کاشتکاری میں زیادہ محنت کرنے، امریکہ کی بڑے شہروں میں غیر اخلاقی ماحول، خاندانی جھگڑوں کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ کس طرح سے بچوں کو ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں۔

ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ امریکہ جیسے انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ملک میں (Hoad to have a Sex with a Kid) جیسی کتاب شائع ہوئی اور ہماری کسی این جی اوز کو اس کے خلاف احتجاج کرنے کی توفیق نہ ہو سکی۔

غیر سرکاری تنظیمیں بیرونی اشاروں پر تعلیمی اداروں کو سیکولرازم اور لادینیت کی طرف دھکیلنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ جبکہ دینی مدارس پر پابندی کا غلغلہ انہی NGOS کا شاخسانہ ہے۔ پاکستان کا ایٹمی پروگرام بھی ان NGOS کے حملوں سے محفوظ نہیں ہے۔

کے خلاف قائداعظم یونیورسٹی کے پروفیسر اے ایچ نیر اور ڈاکٹر ہود بھائی کی قیادت میں ایک مظاہرہ ہوا جس میں وفاقی وزیر عمر اصغر خان کی این جی او "سنگی" کے علاوہ پاک انڈیا پیپلز فورم، بیداری، ایس ڈی پی۔ آئی عورت فاؤنڈیشن اور بعض دوسری سماجی تنظیموں کے ارکان شریک ہوئے۔ مظاہرے کا اہتمام شہری امن کمیٹی کے نام سے کیا گیا اس موقع پر پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ جن میں ایٹمی پروگراموں کو بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ مظاہرے کے منتظم ڈاکٹر اے۔ نیر نے بتایا کہ یہ مظاہرہ ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف تھا۔ جس سے انسانیت کو سخت خطرہ ہے۔ اس لئے پاکستان کو اپنے ہتھیار تلف کر دینے چاہیے۔

اس تشویشناک مظاہرے کے بارے میں خبر بہت مختصر دی گئی۔ لیکن ان عناصر کی طرف سے بدنیتی کے اظہار کیلئے کافی ہے۔ اس سے قبل یہی افراد ایک بڑا ہی بھیانک مظاہرہ کر چکے ہیں جس میں انہوں نے ایٹمی دھماکہ کرنے پر عظیم

حالانکہ بچے امریکہ اور دوسرے بڑے ممالک میں بھی کام کرتے ہیں۔ وہاں بچوں کے ساتھ ناقابل بیان ناروا سلوک ہوتا ہے۔ انہیں جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں ایک امریکی کمپنی (جو بچوں کو ایذا رسانی سے بچانے کے لئے قائم کی گئی) کی رپورٹ کے مطابق 1992ء میں امریکہ کے بعض علاقوں میں 30 لاکھ بچے ایذا رسانی کا شکار ہوئے جن میں سے 2611 بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کمپنی نے اپنی رپورٹ میں بچوں کو بے تحاشا مارنے پیٹنے، جنسی جارحیت کا نشانہ بنانے، کاشتکاری میں زیادہ محنت کرنے، امریکہ کی بڑے شہروں میں غیر اخلاقی ماحول، خاندانی جھگڑوں کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ کس طرح سے بچوں کو ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں۔

نیوز ایجنسی کے پی آئی (KPI) نے اسلام آباد سے خبر دی ہے کہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام

سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی علامتی قبر بنا ڈالی۔ پاکستان اگر ملت اسلامیہ میں عظیم ایٹمی

قوت بن کر ابھرتا ہے۔ تو ایک محب وطن پاکستانی کبھی بھی اس کے خلاف ایک لفظ نہیں کہے گا۔

تکلیف صرف ان غیر ملکی آلہ کار این جی اوز کو ہوئی۔ جو اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اس عظیم کارنامے پر اس طرح کا قابل نفرین کام کرتی ہیں۔ ہماری بہت سی تنظیمیں جو انسانی حقوق کی علمبردار ہیں کیا کبھی وہ [illegible]نیا، چیچنیا، عراق اور کسووا جیسے ممالک میں ہونے والے انسانیت سوز مظالم کے خلاف بولیں؟ لیکن وطن [illegible] میں ان کے منفی پروپیگنڈہ کا سلسلہ جاری ہے۔ [illegible] خواتین کے حقوق کے نام پر اور کبھی اقلیتوں کے حقوق [illegible] تحفظ کے عنوان سے یہ سرگرم عمل ہے۔ اس ضمن میں ہیومن رائٹس کمیشن کی صدر عاصمہ جہانگیر اور ان کے ساتھیوں نے اپنے حالیہ دورہ بھارت میں جو گل کھلائے ہیں۔ وہ ان کے تمام عزائم کو افشاء کئے دے رہے ہیں۔ سر عام بھنگڑے ڈالے جا رہے ہیں۔ بھارتی فوجیوں کو مٹھائی کھلائی جا رہی ہے۔ پاکستان کے ازلی دشمن کے ساتھ یہ برتاؤ آخر کس چیز کو ظاہر کر رہا ہے۔ یقیناً ان کی پاکستان اور اسلامی دشمنی کو۔

(پاکستانی انڈسٹری پر NGOS کے اثرات)

پاکستان میں کارپٹ انڈسٹری سیالکوٹ کاٹن، ہیوی مشینری اور زرعی اجناس پر بچوں سے مشقت لینے کے الزام پر انہیں یورپی منڈی تک پہنچنے نہیں دیا، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اگر اسلامی ممالک کی مصنوعات کو یورپی منڈی اور مارکیٹ میں متعارف کروایا گیا۔ تو یورپ کی منڈی اور انڈسٹری متاثر ہو جائے گی ہمارے چاول اور کارپٹ کو ناقص قرار دے کر یورپی منڈی میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ اور اپنے مال کو ہماری منڈی میں گراں قیمت پر فروخت کرنا شروع کر دیا جن لوگوں نے ان NGOS میں ملازمت اختیار کر لی۔ انہوں نے اس خطے میں بیمار و کلچر کو متعارف کروایا۔ اور فوجی رازوں کے بدلے کروڑوں روپے حاصل کئے۔ کثیر القومی صنعتی کارپوریشنوں نے NGOS کی مدد سے پاکستان کے میڈیا پر قبضہ کرایا اور پاکستان ٹیلی ویژن پر اشتہارات کا ریٹ بڑھا دیا۔ مثلاً مختلف سگریٹ، ڈٹرجنٹ پاؤڈر، بسکٹ اور دیگر مصنوعات کے اشتہار ٹیلی ویژن پر چھائے ہوئے ہیں۔ ایریل ڈٹرجنٹ پاؤڈر نے پاکستان ڈٹرجنٹ پاؤڈر کی انڈسٹری کو تباہ کر دیا ہے۔ جبکہ انگریزی فلموں سے پاکستانی کلچر متاثر ہو رہا ہے۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یونیسیف کی ڈپٹی ڈائریکٹر مارجری نے حال ہی میں اپنے ادارے کی ایک رپورٹ جاری کرتے ہوئے خبردار کیا ہے۔ کہ نئی صدی میں ''ایڈز'' کا مرض سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوگا۔

گذشتہ دنوں یونیسیف اور ایک غیر سرکاری تنظیم مسیج کے زیر اہتمام ''مدینۃ الاولیاء'' ملتان کے کلمہ چوک میں ''ایڈز'' کے خلاف ایک مظاہرہ منعقد کیا گیا اس کی تصویر میں درجنوں معصوم بچے ہاتھ بلند کئے غالباً ایڈز کے خلاف نعرے لگاتے اور ایک بڑا بینر تھامے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اس بینر پر درج ہے۔ ''کنڈوم کا استعمال'' ''ایڈز سے بچاؤ''

روزنامہ نوائے وقت نے یہ تصویر ''ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہے؟'' کے عنوان سے شائع کی۔

سوچنے کا مقام یہ ہے کہ یہ مذکورہ تنظیم نتیجہ ان بچوں کو استعمال کرتے ہوئے آخر کیا (Message) عوام کو دینا چاہتی ہے؟

یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ یہ قاہرہ کانفرنس (منعقدہ 1994ء اور بیجنگ کانفرنس 1995ء کے ایجنڈے کو دنیائے عالم پر مسلط کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہے جس کے لئے ان NGOS کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

ہمارے تعلیمی ادارے خصوصاً کالجز میں Sex Nocs (Education) یا (Medical Education) کی آڑ میں ایک ایسے معاشرے کے فروغ کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔ جس میں بے چینی کے سوا کچھ نہیں۔

1995ء میں امریکا کی خاتون اوّل مسز بل کلنٹن نے پاکستان کے تفصیلی دورے کے موقع پر اسلام آباد میں ایک کالج کی طالبات سے گفتگو کے دوران امریکی معاشرے کی ایک بنیادی خرابی کی طرف بڑی جرات سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

''امریکا کی نوجوان لڑکیوں کا سب سے بڑا مسئلہ قانونی طور پر منعقدہ شادی سے قبل ہی ماں بن جانا ہے۔ (روزنامہ جنگ 25 مارچ 1995ء)

انہوں نے اس موقع پر بڑے واضح الفاظ میں مزید کہا تھا کہ:

''چونکہ پاکستان میں مذہبی روایات کا احترام ابھی تک موجود ہے۔ اسلئے یہاں مسائل بھی کم ہیں۔ اور جو ہیں وہ دراصل خواندگی کی شرح انتہائی کم ہونے کے سبب پائے جاتے ہیں۔

اب خرابیوں کے مجموعے پر مشتمل مغربی

حمد و نعت

وہی ہیں ابتدا والے وہی ہیں انتہا والے
خدا کے فضل سے جو ہو گئے ہیں مصطفےٰ والے

خدا سے لو لگانا، مصطفےٰ پہ جاں فدا کرنا
یہی درس وفا دے کر گئے ہیں کربلا والے

خدا نے جا بجا ذکر نبی کی داستاں چھیڑی
وہ طٰہٰ کہ جبیں والے وہ یاسیں کی ادا والے

کہاں دیکھے نظر، عہد وفا کے دلربا منظر
کہاں ڈھونڈے، کوئی وہ قافلے صدق و صفا والے

خدا کو مانتے ہیں، مانتے ہیں جو رسالت کو
نبی پر جاں چھڑکتے ہیں جو ہوتے ہیں خدا والے

یہ واللیل اذالغشٰی ہے ان کا گیسوئے دوتا
وہ رخ پہ دلنشیں جلوے ہیں حسن والضحیٰ والے

خدایا، رحمتِ کونین کے صدقے بھرم رکھنا
ترے در پہ بلکتے ہیں خطا والے، سزا والے

مٹانا مصحف ہستی سے انکا نام ناممکن
جو چڑھ کے نیزے پہ قرآں سناتے ہیں رضا والے

سدا سایہ فگن ہے اس کے سر پر دامن مرشد
غلامِ زار سے ڈرتے ہیں دنیا کی جفا والے

☆☆☆☆☆☆

معاشرتی اقدار کو پوری دنیا پہ نافذ کر دینے کا پروگرام بگڑی ہوئی خواتین کی جانب سے بیجنگ کانفرنس میں سامنے لایا گیا آج کل یہ NGOS پاکستان سمیت تمام مسلم دنیا میں اس معاشرے کے قیام کے لئے کوشاں ہیں جس سے مغرب خود بیزار ہے۔

"انسانی حقوق" اور "حقوق نسواں" جیسے پرکشش لیبلز کے ساتھ یہ غیر سرکاری تنظیمیں اسلامی کو مذاق کا ہدف بنا رہی ہیں قرآن و حدیث کے احکام کا مذاق اڑانا اور مذہبی روایات کی دھجیاں بکھیرنا ان کے مقاصد ہیں۔ اور وہ بہت منصوبہ بندی کے ساتھ یہ کام کر رہی ہیں اور ہمارے تعلیمی ادارے اور پھر ہماری نوجوان نسل ان کا بڑا ٹارگٹ ہیں۔ ایسے میں ہماری مسلمانہ ذمہ داریاں کئی گناہ بڑھ جاتی ہیں۔ جن کا ادراک بے حد ضروری ہے۔

ان حالات کے پیش نظر یہ NGOS ہمارے قومی نظریے اور قومی سلامتی کیلئے خطرہ بنی ہوئی ہیں بعض NGOS ایسی بھی ہیں جو ملکی مفادات اور عوامی فلاح و بہبود کیلئے بھرپور کام کر رہی ہیں لیکن عام تاثر یہی ہے کہ مغربی ممالک نے NGOS کے ذریعے جاسوسی کا ایک مضبوط نیٹ ورک قائم کیا ہے اور حکومت کی کوئی بھی بات ان سے چھپی ہوئی نہیں ہے کیونکہ زیادہ تر NGOS کو بیوروکریٹس کی بیگمات ہی چلا رہی ہیں۔ ان اداروں نے گزشتہ پانچ برسوں سے پاکستان کے ہر شعبے کے بارے میں غیر ملکی سفارت خانوں کو منفی رپورٹیں دی ہیں اس لئے ان پر پابندی کا مطالبہ ہر محب وطن پاکستانی کا جائز حق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"مجلۃ الحقیقہ" کا اجراء
وقت کی اہم ضرورت

علامہ اکبر خان قادری

امت مسلمہ اس وقت جن مشکل حالات سے دوچار ہے، شاید وہ پہلے کبھی نہ رہے ہوں۔ اگرچہ نوآبادیاتی دورِ غلامی بھی عالمی استعمار کے ہاتھوں ملتِ اسلامیہ کی ذلت و رسوائی کا ایک بھیانک دور رہا ہے۔ مگر ہم غلام تھے۔ دوسروں کے ہاتھوں میں مجبورِ محض تھے۔ ذلت کی زندگی پر قناعت کیے ہوئے تھے۔ اس وقت ہمارے بھائیوں کو دنیا کے کسی خطے میں قتل و غارتگری کا نشانہ بنایا جاتا اور ہم صرف آنسو بہا کے رہ جاتے تو قابلِ فہم بات تھی کہ بے کسوں کی زندگی ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس وقت دنیا کے کسی علاقے میں مسلمان خواتین کی بے حرمتی ہوتی اور ہم خاموش تماشائی بنے رہتے تو کسی حد تک قابلِ قبول تھا کہ غلامی پر قناعت کر لینے والوں کا مقدر اسی طرح انھیں ہمکنارِ ذلت کیا کرتا ہے۔

مگر آج جبکہ ہم آزاد ہیں۔ ارضِ پاک کے وارث ہیں۔ تحریکِ پاکستان میں انگریز اور ہندو کی بھینٹ چڑھ جانے والی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بوڑھوں، بچوں اور جوانوں کی ان گنت قربانیوں کے امین ہیں۔ ہمارا اپنا جغرافیہ ہے۔ دنیا میں ہمارا ایک الگ تشخص ہے۔ ہم دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت ہیں۔ ہماری فوج دنیا کی بہادر ترین افواج میں شمار ہوتی ہے۔ پھر ہمیں کیا ہے؟ کہ کشمیر، فلسطین، چیچنیا، ملاکا سمیت دنیا کے مختلف علاقوں میں خونِ مسلم کی ارزانی پہ ہماری رگِ حمیت نہیں پھڑکتی۔ مسلمان خواتین کی بے حرمتی ہماری غیرت کو بیدار نہیں کرتی...... معصوم یتیموں کی مظلومانہ سسکیاں، بیواؤں کی درد بھری آہیں، مسلم دوشیزاؤں کی لٹتی ہوئی آبروئیں، بوڑھوں، کے جانگداز نالے، اور جوانوں کے گرتے ہوئے لاشے ہماری غیرتِ ایمانی پر تازیانہ بن کے کیوں نہیں برستے۔ بوسنیا کے شہیدوں کی اجتماعی قبریں ہمارے قریب ہی تو نوحہ کناں ہیں۔ چیچن مسلمانوں کی ویران شدہ بستیاں ہمارے جوار میں محوِ فغاں ہیں۔ فلسطین اور لبنان کے مندمل نہ ہونے والے زخم اور کشمیر کے برفپوش پہاڑوں کی سرخی ہم سے دور تو نہیں۔ پھر ہم کیوں چین سے بیٹھے ہیں۔ ہمارا ضمیر ہمیں کیوں نہیں جھنجوڑتا۔ ہم کیسے آزاد مسلمان ہیں۔ ہمارا ایمان کیسا ایمان ہے۔ کہ ہم اپنی انکھ میں ایک آنسو بھی نہیں رکھتے جو اپنے مظلوم و مقہور مسلمان بھائیوں کی قربانیوں کو سلام کرنے کے لئے ہی بہالیں۔

شاید اسی بے حسی کی سزا ہے کہ امریکہ اور یورپ کی دریوزہ گری ہمارا ایمان بن چکی ہے۔ اقوامِ متحدہ کی چاکری ہمارے منشورِ حیات کا درجہ پا چکی ہے۔ خود کو اسلام بیزار اور لبرل ظاہر کرنے کا خبط ہمارے ہاں پڑھے لکھے، مہذب اور جدت پسند ہونے کی علامت قرار پا چکا ہے۔ اسلامی روایات کا مذاق اڑانا اور اسلامی تہذیب و تمدن پر پھبتیاں کسنا ہمارا دل پسند مشغلہ بن چکا ہے۔

> دوسری طرف قادیانی بن جانے والے بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔ وہ قادیانیت کو اس کے اصل روپ میں دیکھ چکے ہیں اور اس سے بیزار ہو کر اسلام کی پناہ میں واپس آنا چاہتے ہیں مگر ان کا پرسانِ حال کوئی نہیں۔ کوئی ان کو سہارا دینے کے لئے تیار نہیں۔

> شاید اسی بے حسی کی سزا ہے کہ امریکہ اور یورپ کی دریوزہ گری ہمارا ایمان بن چکی ہے۔ اقوامِ متحدہ کی چاکری ہمارے منشورِ حیات کا درجہ پا چکی ہے۔

کہنے کو ہم آزاد ہیں مگر حقیقتاً بدترین غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ رسوائی بدترین رسوائی اور یہ ذلت بدترین ذلت ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اپنے قانون، اپنے نظام، اپنی تہذیب، اپنے تمدن، اپنی سیاست، اپنی معیشت، اپنی اقدار اور اپنے نظریات پر سے ہمارا یقین اٹھ چکا ہے۔ دنیا کی محبت دین کی محبت پر غالب آ چکی ہے۔ زندگی ہمیں پیاری ہے، موت سے ہمیں خوف آتا ہے۔ موت سے نفرت اور زندگی سے پیار نے ہمیں ایمان سے، اسلام سے، جہاد سے، شہادت کے شوق سے دور کر دیا ہے۔ نتیجۃً دشمن ہمارے اوپر اس طرح ٹوٹ پڑے ہیں جیسے بھوکے تر نوالے پر۔

آج ہم تعداد میں کم نہیں، فوجی طاقت اور اسلحہ میں پیچھے نہیں، وسائل کی کمیابی کا شکار نہیں۔ پھر بھی اگر دنیا میں ذلیل و رسوا ہیں تو صرف اس وجہ سے کہ ہم نے زندگی کو موت پر ترجیح دے رکھی ہے۔ جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کو اپنے دلوں سے نکال باہر کیا ہے۔ ہمارے آباء کی اہلِ کفر پر برتری کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ وہ اللہ کی راہ میں مرنے کو زندہ رہنے پر ترجیح دیتے تھے۔ وہ دنیائے کفر کو ان الفاظ کے ساتھ للکارتے تھے کہ ہم تم پر ایک ایسی فوج کے ساتھ حملہ آور ہوں گے جو مرنے کی اتنی ہی تمنا رکھتے ہیں جتنی تم زندہ رہنے کی۔

یہ دل فگار حالات ہمارے ملی افق پر نحوست کی سیاہ گھٹاؤں کی طرح چھائے ہیں۔ زوال و انحطاط کی وہ کونسی صورت ہے جس کا ہم اس وقت شکار نہیں ہیں۔ ہماری بے حسی اپنے عروج پر ہے۔ دین سے دوری ہماری دنیا کی تباہی کا سب سے بڑا سبب بن چکی ہے۔ اگر اب بھی ہم نے سنبھالا نہ لیا تو زمین کی پشت پر چلنے پھرنے کی بجائے اس کے پیٹ میں پناہ لینا شاید ہمارے لئے بہتر ٹھہرے۔ خارجی اور داخلی دونوں محاذوں پر ہم بری طرح اغیار کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا شکار ہیں۔

سرخ سامراج کی موت کے بعد امریکہ اور یورپ سمیت تمام تر صلیبی طاقتیں ”اسلام مکاؤ“ کے متفقہ ایجنڈے پر متحد ہو چکی ہیں۔ جبکہ یہود و ہنود اس ایجنڈے کی تکمیل کیلئے اہلِ صلیب سے بھی آگے دکھائی دے رہے ہیں۔ اس خارجی محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرنے کی لئے جذبۂ جہاد کی بیداری خصوصاً نوجوان نسل کو جہاد کیلئے تیار کرنا، دنیا بھر کی جہادی تحریکات کی پشت پناہی کرنا، جہادی کلچر کو فروغ دینے کے لئے منظم کوششیں کرنا۔ گلوبل لیول پر مسلمانوں کی خبر گیری کا اہتمام کرنا۔ جن علاقوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں خصوصاً بھارت، وہاں ان کے حقوق کی نگہداشت کرنا، پاکستان سمیت دنیا بھر کی اسلامی حکومتوں کو جہادی تحریکات کی سرپرستی پر آمادہ کرنے کے لئے اقدام کرنا، وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔ نیز بیرونی محاذ پر کفر کو شکست دینے کے لئے مسلم نوجوانوں اور پڑھے لکھے طبقے کی ایسی فکری و عملی تربیت ناگزیر ہے جس سے امتِ مسلمہ کو وہ دن دیکھنا نصیب ہو جب مسلم نوجوان خود کو باطل نظریات کی ذہنی غلامی سے مکمل طور پر آزاد کروا لے۔ یہ اگرچہ اسلام کی ایک داخلی کامیابی گنی جائے گی مگر فی الحقیقت موجودہ حالات میں یہ خارجی محاذ پر کفر و اسلام کی جاری دو بدو لڑائی میں اسلام کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

داخلی محاذ پر ہمیں جس سب سے بڑے دشمن کا سامنا ہے وہ قادیانی تحریک ہے۔ اس کی اسلام دشمن سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔ یہ مسلمانوں میں مسلمان بن کر رہتے ہیں اور انھیں مختلف مذموم ہتھکنڈوں کے ذریعے اپنا شکار بناتے ہیں۔ انکارِ عقیدۂ ختمِ نبوت اور قادیانی کے جھوٹے نبی کی خانہ ساز نبوت کے پرچار کے علاوہ جہاد کی منسوخی اور قرآن میں تحریف ان کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔ اگرچہ فدائیانِ ختمِ نبوت کی بے شمار قربانیوں کے نتیجے میں اسلام کا یہ باغی گروہ کافر قرار دیا جا چکا ہے۔ مگر موجودہ حالات میں ان کے خلاف جدوجہد کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ ہماری نژادِ نو

> اسلامی روایات کا مذاق اڑانا اور اسلامی تہذیب و تمدن پر پھبتیاں کسنا ہمارا دل پسند مشغلہ بن چکا ہے۔
> کہنے کو ہم آزاد ہیں مگر حقیقتاً بدترین غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

سرسری طور پر یہ تو جانتی ہے کہ مرزائی قادیانی ہوں یا لاہوری کافر ہیں۔ مگر وہ ان وجوہات سے اکثر بے خبر ہیں جن کی بنا پر انہیں کافر قرار دیا گیا۔ اور نہ ہی وہ ان مکارانہ چالبازیوں کا ادراک رکھتے ہیں۔ جو مرزائیت کے فروغ کیلئے اپنائی جاتی ہیں۔ یوں مسلمانوں کا نوجوان طبقہ بڑی آسانی سے مرزائی مبلغین کے بہکاوے میں آ جاتا ہے۔ دوسری طرف قادیانی بن جانے والے بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔ وہ قادیانیت کے اصل روپ میں دیکھ چکے ہیں اور اس سے بیزار ہو کر اسلام کی پناہ میں واپس آنا چاہتے ہیں مگر ان کا پرسانِ حال کوئی نہیں۔ کوئی ان کو سہارا دینے کے لئے تیار نہیں۔ بے شمار تحریکیں، لا تعداد ادارے اور ان گنت تنظیمیں ہیں کہ اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں۔ مگر ان بے چاروں کیلئے اپنا دامن پھیلانے والا کوئی نہیں۔ بڑی شدید ضرورت ہے کہ کوئی ایسے بھی خدا مست درویش ہوں۔ جو قادیانیت کا اصل چہرہ قوم کے سامنے بے نقاب کریں۔ ایک بار نہیں، دو بار نہیں بلکہ بار بار کریں۔ جو اس طوفان میں گرا چاہتے ہیں ان کو تھام کر گرنے سے بچا لیں اور جو اس غرقاب کا شکار ہو چکے ہیں، ان کو باہر نکالنے کی کوشش کریں۔

قادیانیت کے بعد اندرونی محاذ پر اسلام کو سب سے زیادہ نقصان وہ یہودی صفت دسیسہ کار پہنچا رہے ہیں۔ جنھوں نے مصلحت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور اصلاح کاری کے نام پر مسلمانوں کو دن رات کافر، مشرک اور بدعتی قرار دینے میں مشغول ہیں۔ جس طرح قرآن پاک میں یہودیوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ حق اور باطل کو آپس میں ملا دیتے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی جانتے بوجھتے ہوئے حق اور باطل کو یوں خلط ملط کر دیتے ہیں کہ دیکھنے والا حق کو باطل سے جدا کر کے نہیں دیکھ سکتا بلکہ وہ حق کو بھی باطل ہی سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ لوگ اسلام کی ہر نشانی کو روئے زمین سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ حرمین شریفین کی سرزمین جس کے وسیع و عریض صحرائی دامن میں اسلام کی زندہ تاریخ اس کے آثار کی شکل میں صدیوں سے محفوظ رہی ہے۔ یہ مسلمانوں کا وہ سرمایہ ہے جو دنیا کے کسی دوسری قوم اور کسی دوسرے مذہب کے پاس نہیں مگر یہودیت کے اسلامی ایڈیشن کے پیروکار یہ شرار الناس ایک ایک کر کے ان تمام نشانیوں کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ جس کی تازہ مثال سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پر انوار کی ان کے ہاتھوں ہونے والی بے حرمتی ہے۔

اسلام پر ان کا دوسرا بڑا حملہ گذشتہ چودہ سو سال میں تشکیل پانے والے اسلامی لٹریچر سے مسلمان قوم کو بے بہرہ کرنا ہے۔ یہ اسلام کی ایک ایسی جدید شکل دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ قرونِ وسطیٰ میں جتنا اسلامی لٹریچر تیار ہوا، وہ قرونِ اولیٰ کی پیروی میں تیار ہوا۔ جبکہ قرونِ اولیٰ کا تمام تر اسلامی علمی ذخیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی رہنمائی اور پیروی میں تشکیل پایا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے پروردہ، آپ کے فیضانِ نبوت کے امین اور دین کا معیار ہیں۔ یہ اسلام کے علمی و فقہی ادب کی تشکیل کا ایک ایسا تسلسل ہے جس میں تمام تر اسلامی تعلیمات حصر کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آج بھی اور آنے والے ہر دور میں اسلام کی وہی تعبیر و تشریح قابلِ قبول ہوگی جو اس تسلسل کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، ائمہ مجتہدین کے بنائے ہوئے اصول و قواعد کی روشنی میں کی جائے۔ ائمہ مجتہدین نے فقہ و تحقیق دین کے تمام تر قواعد و ضوابط صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعلیمات اور ان کے طریق اجتہاد سے لئے، پھر انہی کی روشنی میں عملاً اسلامی مسائل کیلئے اجتہاد کیا۔ اور قواعد و مسائل اسلامیہ کا وہ عظیم فقہی ذخیرہ امت کے لئے یادگار چھوڑا جو آنے والے

الحمد للہ کہ مجلہ الحقیقہ اور شیرانِ اسلام پاکستان انہی عصری ضروریات کی تکمیل کیلئے میدانِ عمل میں آئے ہیں۔ ان کے نزدیک جہادِ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جہادی کلچر کے فروغ کے بغیر اسلام کی شوکتِ پارینہ کو بحال نہیں کیا جا سکتا۔

ہر دور کے لئے رہنمائی کا روشن مینار ہے۔ چنانچہ شریعت اسلامیہ کے اصول و فروع کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا جزیہ بھی ایسا نہیں جو ان کے چھوڑے ہوئے فقہی سرمایہ کے احاطے سے باہر ہیں جس کی تشکیل انھوں نے خود اپنی مرضی کے مطابق کی ہو۔ یہ دنیا کو ایک نئی خود ساختہ شریعت دینا چاہتے ہیں۔ جو یہود و انصاریٰ اور ہوائے نفس کی پیروی میں تیار کی گئی ہو۔ جس کا اصل

داخلی محاذ پر ہمیں جس سب سے بڑے دشمن کا سامنا ہے وہ قادیانی تحریک ہے۔ اس کی اسلام دشمن سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔

رد کیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والے فقہاء وعلماء، جو خود اجتہاد کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، نے اپنی اجتہادی بصیرت کے پیش نظر یہ اجماعی فیصلہ فرمایا کہ امت کو فتنہ سے بچانے کے لئے اور دین میں نئی راہیں نکالنے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے ہر قسم کی فقہی و اجتہادی کاوش کو مسائل وقواعدِ ائمہ اربعہ میں محدود کر دیا جائے۔ چنانچہ امتِ مسلمہ جو ہمیشہ سے اہلِ سنت وجماعت میں منحصر رہی ہے، نے اس روشن فیصلے کو متفقہ طور پر قبول کیا اور بمصداق الفاظ حدیث یدُ اللّٰہ علی الجماعۃ، اس فیصلے کا منجانب اللہ ہونا پایۂ ثبوت تک پہنچا۔ نیز علماء مجتہدین کی رہنمائی میں امتِ مسلمہ کا یہ متفقہ فیصلہ قدرتِ الٰہیہ کی طرف سے شریعتِ اسلامیہ کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ بنا دیا گیا۔ امتِ مسلمہ نے اپنی تاریخ کی درمیانی صدیاں جو شوکتِ اسلام کے اعتبار سے ہماری تاریخ کا سنہری دور رہی ہیں، اسی فیصلے کی روشنی میں بسر کیں۔ صدیوں کا تسلسل آج بھی قائم ہے۔ امت کا کارواں اسی جادۂ مستقیم پر گامزن ہے جو ائمہ اربعہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعلیمات سے خوشہ چینی کرتے ہوئے متعین فرمایا، سوائے معدودے چند افراد کے جنھوں نے متجددینِ مغرب کی پیروی میں تجدد پرستی کے اندھے رجحانات کو مختلف حیلوں بہانوں سے اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی اور سوائے گمراہی وضلالت اور پریشان خیالی کے کچھ نہ پایا۔ چنانچہ ہر وہ کوشش جو ائمہ اربعہ کے ان مسائل وقواعد فقہیہ کی بیخ کنی کیلئے عمل میں لائی جائے گی، اصل میں اسلام کے خلاف ایک سازش ہوگی۔ آج کے تجدد پرست مصلحین شب وروز ایسی ہی کوششوں میں مصروف ہیں۔ وہ ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] امت کی دو تہائی اکثریت جن کی پیروکار ہے، [illegible] فقہ کو جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقے سے قریب تر ہے، توڑ ڈالنے کے درپے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کی ایسی تمام تر کوششوں کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔ تاکہ امت مسلمہ ہمیشہ کی طرح ایک ہی مرکز پر مجتمع رہے اور نظریاتی تخریب کاری کی ہر صورت خائب وخاسر ہو کر رہ جائے۔

الحمد للہ کہ مجلہ الحقیقۃ اور شیرانِ اسلام پاکستان انہی عصری ضروریات کی تکمیل کیلئے میدانِ عمل میں آئے ہیں۔ ان کے نزدیک جہاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جہادی کلچر کے فروغ کے بغیر اسلام کی شوکتِ پارینہ کو بحال نہیں کیا جا سکتا۔ وہ منکرینِ ختم نبوت کے خلاف جدوجہد کو نئے سرے سے، نئے عزم وحوصلہ اور نئے انداز سے شروع کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بدعقیدگی کے سیلاب کے آگے ایک آہنی بند باندھنا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک قدرتِ الٰہیہ کی وہ جاری حکمت جس کے فیضان سے اسلام بطور کامل و اکمل و آخری دین کے تحریف وتبدل سے محفوظ ہے، کے تحت شریعتِ مطہرہ اصول وفقہ ائمہ اربعہ میں حصر کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ ان کی تقلید کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ ان کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بے نقاب کرنا اور ان کے خلاف ہونے والی ہر کوشش کو ناکام بنانا اسلامی خدمات میں سے اہم ترین خدمت ہے۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ صوفیاء کرام، اولیاء عظام خصوصاً چہار سلاسلِ مبارکہ کے بزرگانِ طریقت اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے بنیادی کردار کے حامل ہیں۔ ان کے فیضان سے اسلام پوری دنیا بالخصوص برصغیر میں پھیلا۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وارث اور اقامتِ دین کا بڑا ذریعہ ہیں۔ ان کی عزت و حرمت کو قائم رکھنا، ان کی تعلیمات کو محفوظ رکھنا، ان سے مضبوط تعلق کو قائم رکھنا، ان کے ایام منانا، ان کے اعراس مقدسہ کا اہتمام کرنا، اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا، مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی کا سبب اور دین سے مضبوط تر تعلق کی طاقتور بنیاد ہے۔

حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی سرپرستِ اعلیٰ مجلہ الحقیقۃ وشیرانِ اسلام پاکستان مدظلہٗ صدہا مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے وقت کی ان اہم ضروریات کا احساس کرتے ہوئے ان کی تکمیل کیلئے بروقت عملی اقدام کیا۔ آپ کو اگر نباضِ عصر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو، ان کے تمام احباب کو تمام معاونین اور تمام کارکنوں کو نیز ہم سب کو دینِ متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور مقاصدِ حسنہ میں کامیابی سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆☆☆

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں

تحریر: حافظ شفقات احمد نقشبندی

قسط اوّل

نحمدہ' و نصلی علی رسوله الکریم وعلی اله واصحابه وازواجه و ذریاته و اتباعه اجمعین اما بعد! برادرانِ اسلام دینِ اسلام میں ایمان کے بعد سب سے بلند مقام اور مرتبہ عبادت نماز کا ہے تمام اہل اسلام اپنے اپنے طریقہء ادائیگی نماز پر مفصل اور مسلّم کتابیں رکھتے ہیں۔ مگر لا مذہب غیر مقلدین (اہلحدیث) ایسا نومولود یتیم فرقہ ہے کہ جس کے پاس اپنی نماز کی ادائیگی کی کیفیت وطریقہ کی کوئی مستند کتاب نہیں جو کسی وقت بھی کسی عربی مدرسہ میں داخل نصاب رہی ہو جبکہ اہل سنت والجماعت کے ہر طبقے کی کتابیں شروع سے مستند اور عربی مدارس میں داخلِ نصاب چلی آ رہی ہیں بالخصوص اہل سنت والجماعت کی عربی متن میں کتابیں اسلامی فقہ کے موضوع پر عرب وعجم کے مدارسِ اسلامیہ میں پڑھائی جاتی ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا جبکہ غیر مقلدین وہابیوں کے مذہب کے متعلق کوئی عربی متن میں کسی اسلامی مدرسے میں داخل نصاب کوئی کتاب نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ اِن کا تعلق و مذہبی رشتہ عرب سے نہیں اور چونکہ ہمارے ملک میں قومی زبان اُردو ہے اس لئے اہل سنت والجماعت کی عربی کے ساتھ ساتھ اُردو زبان میں بھی مستقل مسائل کی مستند کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں مثلاً تعلیم الاسلام، بہشتی زیور کو نصابی حیثیت حاصل ہے جبکہ پاک و ہند میں ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے اس فرقہ کی کوئی مسلم و مستند عربی کتاب نہیں چہ جائیکہ مسجد و مدرسہ؟ حتیٰ کہ اہل حدیث نام کا نہ کوئی اشتہار نہ رسالہ نہ کوئی مسجد نہ مکتب نہ کتاب نہ قبر جس سے معلوم ہوا کہ اس فرقہ کی پیدائش غیر مسلم حکومت ہی کی مرہون منت ہے۔ جس فرقے نے سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت کے عوام الناس اور سیدھے سادھے ان پڑھ و کمزور لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے اور صاحب ترتیب نمازیوں کی نمازوں کو بھی باطل کہنا شروع کر دیا اور صرف اپنی نماز کو صحیح اور باقی تمام مسلمانوں کی نماز کو غلط کہنے کیلئے کمر بستہ ہو گئے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ برصغیر پاک و ہند مسلمانوں کی قوتِ وحدت کمزور پڑ کر فرقوں میں تقسیم ہوگئی۔ اِس فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے کوئی مستقل غیر مسلم لابی کام نہیں کر رہی بلکہ غیر مقلدوں کا ہر چھوٹا بڑا عالم و غیر عالم اور ہر رسالہ واشتہار و پمفلٹ فرقہ واریت پھیلا کر انگریز کو نمک حلالی کا ثبوت مہیا کر رہا ہے۔ چنانچہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کا ہفت روزہ ''اہلحدیث'' ۱۹ تا ۲۵ جولائی ۱۹۹۶ء شمارہ نمبر ۲۷ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جس کے صفحہ نمبر پانچ پر جلی قلم سے مکتوب ہے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ یہ دیکھ کر باب الفتاویٰ کا مطالعہ کیا تو نہایت حیران ہوا۔

سوال یہ ہے کیا سینے پر ہاتھ باندھنا چاہیے یا کہ تحت السرہ (زیر ناف) باندھنا چاہیے تحقیق پیش فرمائیں؟ کے از قارئین اہلحدیث

اِس سوال کے جواب میں شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم صاحب نے چھ روایات مختلف کتب سے کاٹ چھانٹ کر پیش کیں اور لکھا کہ صحیح مسلک یہی ہے

> قارئین کرام یہ ہے اہلحدیثوں کے گھر کا خزانہ کہ ایک بھی کھرا نہیں نکلا اور اس قسم کی ضعیف وجھوٹی روایات کو ایسی دروغ گوئی سے لکھتے اور بیان کرتے ہیں کہ صحیح احادیث اور امت مسلمہ کے عمل بلکہ سنت طیبہ کا مذاق اس طرح اڑاتے ہیں کہ شاید کوئی غیر مسلم بھی یہ جرات نہ کر سکے

کہ نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا چاہیے اور زیر ناف والی روایتیں سخت ضعیف اور کمزور ہیں (ملخصاً) اُن چھ میں سے تین روایات کتب حدیث کے حوالے سے اور باقی تین، تین نہیں بلکہ ایک ہی تفسیری قول ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے جن سے مختلف تفاسیر کے حوالے سے ملخصاً گنتی میں اضافہ کیا گیا ہے۔

مولانا محمد اعظم صاحب کی نام نہاد تحقیق کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں حیران وافسوس ہوا کہ ایک شخص شیخ الحدیث جیسی مسند پر بیٹھتا ہو مگر بیان مسئلہ میں دیانت و امانت کا دامن تعصب و فرقہ واریت کی وجہ سے چھوڑ دے۔ اس لئے ہم اس مضمون میں پہلے مولوی محمد اعظم کے بیان کردہ دلائل کی وضاحت و تحقیق محدثین و اسماء الرجال کی کتب سے پیش کرتے ہیں تاکہ عوام الناس کو مذہب حق اہل سنت والجماعت کے مؤقف اور وہابیوں کی دھوکہ بازی وحق چھپانے کی واردات کا علم ہو سکے۔ وہابیوں کے دلائل بحوالہ ہفت روزہ اہل حدیث اختصار کی غرض سے صرف ترجمہ حرف بحرف نقل کیا جاتا ہے ترجمہ دلیل نمبر (۱) ''نبی علیہ السلام اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھ کر سینے پر رکھتے''

(مسند احمد عن یحییٰ بن ھلب)

تحقیقی جواب: مذکورہ روایت دراصل قبیصہ بن ھلب عن ابی سے ہے اور یحییٰ بن ھلب صرف وصفیت بیان کرتے ہیں جو مسندِ احمد جلد پانچ ص ۲۲۶ پر ہے اور یہ نہایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی جس کا نام سماک بن حرب ہے محدثین نے اس کو نہایت ضعیف لکھا ہے (۱) حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں انہ 'کان یغلط کہ وہ حدیثیں غلط بیان کرتا تھا اور زکریا ابن عدی عبداللہ ابن مبارکؒ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کرنے میں سماک بن حرب ضعیف ہے اور ابن حبانؒ نے کہا ہے حدیث میں سماک بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا اور ابن خراش نے کہا کہ اُس کی بیان کردہ حدیث میں بہت زیادہ کمزوریاں ہوتی ہیں اور ابوطالب عن احمد نقل کرتے ہیں کہ وہ حدیث میں مضطرب ہے دیکھئے

اس فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے کوئی مستقل غیر مسلم لابی کام نہیں کر رہی بلکہ غیر مقلدوں کا ہر چھوٹا بڑا عالمِ وغیر عالم اور ہر رسالہ و اشتہار و پمفلٹ فرقہ واریت پھیلا کر انگریز کو نمک حلالی کا ثبوت مہیا کر رہا ہے۔

تہذیب التہذیب ج ۴۔ ص ۲۳۳، ۲۳۴ (۲) صاحب مشکوۃ نے اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹ میں سماک کے متعلق لکھا ہے کہ اُس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا ابن مبارک اور شعبہ وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ (۳) علامہ شمس الدین الذہبی ج ۱، ص ۴۲۷ پر لکھتے ہیں کہ سفیان نے کہا کہ سماک ضعیف ہے اور احمد بن حنبل نے کہا مضطرب الحدیث ہے امام جزرۃ نے سماک کو ضعیف الحدیث کہا اور امام نسائی نے کہا کہ جب وہ منفرد ہو تو اُس کی بیان کردہ حدیث حجت نہیں ہوتی کمانی خزائن السنن ج ۲، ص ۸۸

جواب

نمبر (۲) مولوی محمد اعظم نے ایک یہ چالاکی کی ہے کہ اصل روایت وسند کو بالکل بیان نہیں کیا صرف وصفیت عن یحییٰ یمنی کو بیان کر کے نسبت حضور علیہ السلام کی طرف کر کے یحییٰ یمنی کے الفاظ کو گویا حدیث شریف بنا ڈالا۔ کیونکہ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ مدرج بھی ہے یعنی (اس حدیث میں یحییٰ راوی نے سماک ضعیف راوی سے سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ کا اضافہ خود اپنی طرف سے کر دیا ہے کیونکہ اس کے علاوہ کئی احادیث اور ہیں مثلاً ترمذی ج ۱، ص ۳۴، مسند احمد ج ۵، ص ۲۲۶ و ج ۱، ص ۲۲۶ و ابن ماجہ ج ۱، ص ۵۸۔ مسند احمد ج ۵، ص ۲۲۶ پر بھی یہی حدیث منقول ہے لیکن ان تمام جگہوں پر سینے پر ہاتھ باندھنے کے اضافی الفاظ نہیں ہیں جس سے معلوم ہو گیا کہ مولوی محمد اعظم صاحب کی بیان کردہ حدیث صرف سند کے لحاظ سے ہی ضعیف نہیں بلکہ متن حدیث بھی ضعیف ہے۔ اسی لئے اعظم صاحب نے بغیر سند اور بغیر حوالے کی لکھی تاکہ عوام الناس کو اصل صورتِ حال کا پتہ نہ چلے۔

ترجمہ دلیل نمبر (۲): آنحضرت نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھے (السنن الکبریٰ للبیہقی) عن وائل بن حجرؓ

تحقیقی جواب، مولوی اعظم صاحب کی بیان کردہ پہلی دلیل کی طرح یہ دوسری دلیل بھی نہایت ضعیف اور کمزور ہے، یہ روایت ابن خزیمہ و مسند بزار میں بھی ہے اور سنن کبریٰ ج ۲، ص ۳۰ میں بھی ہے اور اس روایت کا دارومدار

حقیقت میں مؤمل بن اسماعیل پر ہے اور یہ نہایت ضعیف راوی ہے محدث ابو حاتمؒ نے اسے غلطیوں کا پتلا کہا ہے امام ابو زرع کہتے ہیں اس کی بیان کردہ حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں دیکھئے میزان الاعتدال ج ۳، ص ۱۳۱، اور حافظ یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ اس کی بیان کردہ حدیث اس کے دوسرے ساتھیوں سے مختلف ہوتی ہے لہٰذا اہل علم پر واجب ہے کہ اس کی بیان کردہ حدیث سے بچیں کیونکہ وہ صحیح راویوں کا نام لیکر منکر حدیثیں بیان کرتا ہے۔ علاوہ ازیں امام ساجی اور ابن سعد و ابن قانع و دارقطنی و محمد بن نصر نے بھی اس کو غیر معتبر، خراب حافظے والا اور بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا لکھا ہے، دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۱۰، ص ۳۸۱

وضاحت، امام بخاریؒ مؤمل بن اسماعیل کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ منکر حدیث تھا دیکھئے میزان ج ۳، ص ۱۳۱

نیز میزان ج ۱، ص ۵ پر علامہ شمس الدین ذھبی اور علامہ سبکی طبقات الکبریٰ ج ۲، ص ۹ اور علامہ سیوطی تدریب ج ۱، ص ۲۳۵ پر لکھتے ہیں کہ امام بخاری کا اپنا فرمان ہے کہ جس راوی کو میں منکر حدیث کہہ دوں اُس سے روایت لینا حلال نہیں ہے کاش وہابی نام نہاد اہلحدیث امام بخاری کے اس فرمان کو سمجھیں اور ضعیف حدیثوں کو صحیح کہہ کے لوگوں کو دھوکہ دینا چھوڑ دیں حالانکہ اس کا اقرار کئی غیر مقلد علماً خود بھی کر چکے ہیں کمافی حاشیہ الفوائد المجموعہ ص ۳۴۱ رفع یدین و آمین از روپڑی ص ۳۲

جواب نمبر ۲۔ اس روایت کا دوسرا راوی عاصم بن کلیب ہے جس کی بیان کردہ بہت سی احادیث بخاری شریف جلد ۲ ص ۸۶۸ و مسلم جلد دوم ص ۱۹۷، ۳۵۰، ۱۴۱ میں اور اس کے علاوہ صحیح ابوعوانہ اور سنن ترمذی و دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں اور یہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رفع یدین پہلی مرتبہ کے علاوہ باقی دفعہ نہ کرنے کی حدیث بیان کرنے کے راوی ہیں اس لئے وہابی عاصم بن کلیب کو ضعیف اور مدلس راوی کہتے ہیں دیکھئے الرسال فی تحقیق المسائل ص ۴۳۸، پندرہ وہابی مصنفین)

حالانکہ ترک رفع یدین بیان کرنے میں اگر یہ مدلس و مرجیٔ اور ضعیف ہے تو سینے پر ہاتھ باندھنے والی انکی بیان کردہ روایت بھی وہابیوں کے اصول کے مطابق ضعیف ہونی چاہیے، مگر چونکہ اس کی روایت میں مؤمل بن اسماعیل نہایت ضعیف اور کمزور راوی بھی ہے اس لئے ہرگز روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

جواب نمبر ۳۔ اس روایت میں سینے پر کے جو فالتو الفاظ ہیں وہ اپنی طرف سے مؤمل بن اسماعیل نے بڑھا دیئے ہیں جیسا کہ خود ابن قیم اس کا اقرار کرتے ہیں (اعلام ج ۳، ص ۹ و بدائع الفوائد ج ۳، ص ۹۱)

جواب نمبر ۴۔ حافظ ابن حجر فتح الباری ۲ ص ۲۰۶ پر لکھتے ہیں کہ مؤمل بن اسماعیل کی روایت ثوری سے ضعیف ہے اور معارف السنن ج ۲ ص ۴۳۹ میں ہے کہ مؤمل نے سینے پر ہاتھ باندھنے کے جملوں کا اضافہ اس بنا پر کیا ہے کہ اصل الفاظ حدیث میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے تھے اس نے وہ الفاظ بدل کر سینے کا ذکر کر دیا یہ صحیح حدیث امام بخاری کے اُستاد ابن ابی شیبہ کی کتاب ''مصنف'' طبع کراچی ج ۱ ص ۳۹۰ اور آثار السنن ص ۱۹۰ و فتح الملہم ج ۲ ص ۴۰ پر موجود ہے تفصیلی ذکر بعد میں آئے گا انشاء اللہ خلاصہ یہ کہ سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت نہایت کمزور اور ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ مدرج و مصحف و مضطرب بھی ہے جو حجت اور دلیل نہیں بن سکتی۔ نیز یہ روایت مسند احمد میں عبداللہ بن ولید عن سفیان و مسند احمد و نسائی میں زائدہ عن عاصم اور ابوداؤد میں بشر بن مفضل عن عاصم اور ابن ماجہ میں عبداللہ بن ادریس عن عاصم کی سند اور بشر بن مفضل کی سند سے تمام راوی بیان کرتے ہیں مگر مذکورہ راویوں میں سے سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ کوئی بھی نقل نہیں کرتا سوائے مؤمل بن اسماعیل کے، اسلئے یہ روایت دوسرے راویوں کی بیان کردہ روایت کے خلاف ہونے کی وجہ سے (شاذ) ناقابل عمل ہے۔

ترجمہ دلیل نمبر (۵) ''آنحضرت ﷺ سینہ پر ہاتھ باندھتے (ابوداؤد عن طاؤس)

تحقیقی جواب: پہلی مذکورہ بالا دو روایات کی طرح یہ بھی نہایت ضعیف اور کمزور (مرسل) قول ہے اور ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کی مانند ہے (۱) کہ یہ حضرت طاؤس کا اپنا قول ہے جو مرسل ہے اور طاؤس صحابی نہیں تابعی ہیں جو صحابی کا نام ذکر کئے بغیر براہ راست اپنے نام سے روایت کو ذکر کرتے ہیں اور ایسی روایت خود وہابیوں کے نزدیک حجت نہیں ہے تو اہل سنت والجماعت کے مقابلہ میں کیسے حجت بن سکتی ہے (۲) اس کی سند میں سلیمان بن موسیٰ راوی نہایت ضعیف ہے ابو حاتم نے کہا کہ یہ محل صدق مگر اس کی بیان کردہ روایتوں میں اضطراب ہوتا ہے امام بخاری نے کہا کہ یہ منکر حدیثیں بیان کرتا تھا اور امام نسائی

کہا کہ یہ حدیث کے معاملہ میں قوی نہیں ہے دیکھئے (تہذیب التہذیب ج ۴
۲۲۶)
نیز ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ صدوق فقیہی اُس کی حدیثوں میں کمزوری ہوتی ہے
آخیر عمر میں اُس کا حافظہ خلط ملط ہو گیا تھا دیکھئے (تقریب ص ۱۳۶) فائدہ:
محدثین نے اسے ثقہ بھی لکھا ہے مگر ابن معینؒ نے وضاحت کردی ہے کہ یہ
اس وقت ہوگا جب صرف زھری سے روایت کرے اور یہ روایت زھری سے
بلکہ طاؤس سے ہے اور مرسل بھی ہے لہذا کسی طرح بھی وہابیوں کی گرتی
دیوار کو سہارا نہیں دے سکتی۔

ترجمہ دلیل نمبر (۸) فصل لربک وانحر کی تفسیر ''اپنے رب کی نماز پڑھو اور
پر ہاتھ باندھو حضرت علیؓ سے مروی ہے (طبری ابن جریر)

ترجمہ دلیل نمبر (۹) روح المعانی و قرطبی میں ہے عن الامیر کرم اللہ کہ نماز
سینے پر ہاتھ باندھنا مراد ہے۔

تحقیقی جواب: مذکورہ بالا دونوں تفسیری قول حضرت علیؓ کی طرف منسوب
ابن جریر و روح المعانی کے علاوہ اور بھی کئی تفاسیر میں یہ نقل کئے گئے ہیں مگر
کسی مفسر نے بھی اس قول کو صحیح اور قابلِ حجت قرار نہیں دیا۔ (۱) علامہ ابن کثیر
تفسیر ج ۴، ص ۵۵۸ پر یہ قول نقل کرنے کے بعد وضاحت کرتے ہیں کہ
حضرت علی سے یہ بات صحیح نہیں یعنی سینے پر ہاتھ باندھنے والی (۲) تفسیر روح
المعانی ج ۳ ص ۲۴۷ میں ہے اس قسم کی احادیث کے صحیح ہونے میں اکثر محدثین
کے نزدیک بہت سے شکوک و شبہات ہیں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت
علی کی تفسیر کے بارے میں بھی یہی بات کی ہے کہ (یہ ضعیف ہے) ایک وجہ یہ بھی
ہے کہ اسے ابن ابی حاتم اور حاکم نے مستدرک میں ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا
ہے اور ابن کثیر نے کہا کہ (علیؓ سے منقول تفسیر) نہایت منکر (من گھڑت) ہے
بلکہ علامہ ابن جوزیؒ نے (سینے پر ہاتھ باندھنے والی تفسیر حضرت علی سے جو مروی
ہے) اسے موضوع کہا ہے۔ (۳) تفسیر روح المعانی میں ہی جلد نمبر ۳۰ صفحہ نمبر
۲۴۷ پر موجود ہے جو حضرت ضحاک عن سلیمان التیمی رحمہما اللہ دونوں سے تفسیر فصل
لربک وانحر منقول ہے کہ نماز پڑھ اپنے رب کیلئے وانحر کا معنی اپنے دونوں ہاتھ اٹھا
دعا کے لئے نماز سے فراغت کے بعد حالانکہ اس تفسیر کے موجودہ دور میں وہابی
اہلحدیث انکاری ہو چکے ہیں اور دعا جو عبادت کا مغز ہے اُسے بدعت و رسم لکھتے
اور کہتے ہیں دیکھئے جیسا کہ فتاوی برکاتیہ صفحہ نمبر ۹۵، ۹۶ اور رسالہ مولانا محمد
ابو عبد السلام تائیل تیج '' کہ فرض نمازوں کے بعد ...
ہے. بحوالہ حدیث اور اہل حدیث ص ۴۷۷ و مجلہ الدعوۃ

حالانکہ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا مانگنا درست اور صحیح ہے تفصیل دیکھئے
حدیث اور اہل حدیث ص ۴۷۶، ص ۴۶۸

علاوہ ازیں اس موضوع پر مستقل کئی علما محدثین نے رسائل لکھے ہیں نمبر
(۱) محمد بن عبدالرحمٰن زبیدی نے سنیۃ الدعا (۲) مفتی کفایت اللہ شاہ نے
النفائس المرغوبہ (۳) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ نے التحفۃ المرغوبہ (۴) فتوی بعد
فرائض کے اجتماعی دعا البلاغ نومبر ۹۳ء) وغیرھم۔

(۴) ایک تفسیر یہ ہے جو حضرت علیؓ و عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ۔
فصل لربک وانحر سے مراد یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے نرگٹ
(گلے) تک اٹھائے دیکھئے قرطبی ج ۲۰ ص ۲۱۹۔

(فائدہ) اس کے علاوہ حضرت علیؓ و ابن عباسؓ سے اسی طرح کے اثر سنن کبریٰ
ج ۲، ص ۳۰ ابوالخریش کلابی مجہول سے وجلد ج ۲ ص ۷۵ مقاتل بن حیان غیر
معتبر سے وجلد ج ۲ ص ۳۱، یحییٰ بن ابی طالب کذاب وروح بن میتب وضاع
سے منقول ہیں اور اِن کے تمام راوی جو مذکور ہوئے نہایت نا قابلِ اعتبار ضعیف
اور جھوٹی حدیثیں بنانے والے ہیں خلاصہ کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی مرفوع
یا موقوف روایت اُصول حدیث کے لحاظ سے قابلِ حجت نہیں۔ تفصیل دیکھئے
خزائن السنن ج ۲ ص ۸۹۔

(۵) مذکورہ تفسیری اقوال صحیح روایات اور حضرت علی کے عمل کے بھی خلاف ہیں۔
حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے
نیچے سنت ہے۔ دیکھئے ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۹۱ ولفظہ والصحیح حدیث علی قال فی
روایۃ المزنی اسفل السرۃ، بقلیل ویکرہ ان یجعل ھما علی الصدر (ملخصا) بدائع
الفوائد لابن قیم ج ۳ ص ۹۱ کما فی خزائن السنن محدث ابن قیم کہتے ہیں کہ حضرت
علیؓ کی حدیث ناف کے نچلے کنارے کے قریب ہاتھ باندھنے والی حدیث صحیح
ہے جیسا کہ امام المزنی کی روایت میں ہے اور سینے پر ہاتھ باندھنا مکروہ ہے
(حوالہ مذکورہ)

جواب نمبر (۶): اصل روایت حضرت علیؓ کی جو اہل بیت کی سند سے صحیح
حدیث مروی ہے وہ ناف کے نیچے کی بجائے ناف کے اوپر کا تذکرہ کردیا ہے۔
حدیث یہ ہے کہ ''حدثنی زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن

علیؓ قال ثلاث من اخلاق الانبیاء صلٰوۃ اللہ و سلامہ علیہم تعجیل الافطار و تاخیر السحر و وضع الکف علی الکف تحت السرہ (دیکھئے مسند زید ج ا ص ۱۸۳) موقوفاً حکماً مرفوعاً (کمافی مستدرک)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین چیزیں انبیاء کرام کی سنت سے ہیں (ا) افطار جلدی کرنا (۲) سحری تاخیر سے کرنا (۳) اور ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھنا۔

یاد رہے کہ اس کی سند میں بھی عبدالرحمٰن الواسطی نہیں۔ (جو مولوی محمد اعظم غیر مقلد صاحب نے کہا ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی تمام روایات کا مدار عبدالرحمٰن پر ہے) اور اس روایت کی سند کے تمام راوی صحیح اور ثقہ ہیں اور سب راوی اہل بیت میں سے ہیں۔

جواب نمبر (۷): علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ نے بھی ایک صحیح سند سے روایت ذکر کی ہے جو حضرت علیؓ کی حدیث ہے جو آیت مذکورہ فصل لربک وانحر کی تفسیر میں جس میں اصلی الفاظ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے مذکور ہیں جناب مولوی محمد اعظم صاحب کی صحیح تفاسیر اور صحیح سنتوں سے آخر کیوں دشمنی ہے کہ صحیح کو چھوڑ کر ضعیف اور جھوٹے راویوں کی جو شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں روایات کو قبول کرتے ہیں کیا یہ اہلحدیث ہونے کی دلیل ہے یا پھر کھل کر اعلان کر دیں کہ ہمارا مقصد حدیث کی آڑ میں سنت رسول ﷺ سے لوگوں کو برگشتہ کر کے بددین بنانا ہے۔

حدیث یہ ہے ذکر الاثرم قال حدثنا ابوالولید الطیالسی قال حدثنا حماد بن سلیمہ عن عاصم الجزری عن عقبہ بن صھبان سمع علیاً فی قول اللہ تعالیٰ فصل لربک وانحر وضع الیمنیٰ علی الیسری تحت السرۃ دیکھیے (التمھید لابن عبدالبر ۲۰ ص ۷۸ موقوفاً حکماً مرفوعاً کمافی مستدرک)

ترجمہ: فرمانِ الٰہی فصل لربک وانحر کی تفسیر میں حضرت علیؓ سے سنا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے مراد ہے۔ یاد رہے اس حدیث کی سند میں بھی عبدالرحمٰن واسطی نہیں۔ جس پر مولوی محمد اعظم صاحب کو اعتراض ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی تمام روایات کا مدار اس پر ہے یہ روایت خلیفہ راشد حضرت علیؓ کی قرآن کی تفسیر میں ہے جو صحیح ہے جبکہ یہ روایت اہل سنت والجماعت احناف کی واضح طور پر تائید کرتی ہے کہ اصل میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی سنت ہے اور اس کی خلاف ورزی لایعنی چیز ہے۔

> **وہابیوں کے پاس سینے پر ہاتھ باندھنے کی ایک بھی دلیل ایسی نہیں جو صحیح ہو۔ تو اپنی کمزوری کو چھپانے کیلئے یہ ہر وقت اہل سنت والجماعت کے مسائل پر تنقید اور عوام الناس کو دھوکہ اور مغالطہ دیتے پھرتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا**

ترجمہ دلیل نمبر (۵): فتح البیان میں بھی سعید بن جبیر سے مروی ہے نحر کا معنی دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے۔ (ہفت روزہ اہلحدیث ص ۵ ۱۹ جولائی ۱۹۹۶)

تحقیقی جواب: اصل عبارت یہ ہے ''النحر وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوۃ حذاء النحر''

(۱) اس کا ترجمہ مولوی محمد اعظم صاحب نے اس کے ترجمے میں گڑبڑ کی ہے جو لکھا ہے سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے اس لئے کہ مذکورہ عبارت میں لفظ صدر نہیں جس کا معنی اردو میں سینہ کیا جاتا جیسا کہ گذشتہ عبارات میں صدر کا لفظ تھا بلکہ مذکورہ عبارت میں لفظ حذاء النحر کا معنی سینے پر ہاتھ باندھنا نہیں یہ ترجمہ غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے کہ گلے (نرگٹ) کی سیدھ اور برابری میں ہاتھ پر ہاتھ باندھنا ہے اور یہ صحیح معنی اہل سنت والجماعت کے عمل کے عین موافق ہے اس لئے کہ ناف گلے کی سیدھ میں ہے تو معنی یہ ہوا کہ دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھنا کہ گلے کی برابری اور سیدھ میں ہو۔

(۲) مولوی محمد اعظم صاحب والا معنی بخاری شریف کی حدیث (جس میں حِذاء کے الفاظ ہیں) کے بھی خلاف ہے وہ یہ ہے جو ابوحمید ساعدیؓ سے مروی ہے اذا کبر جعل یدیہ حذاء منکبیہِ (الحدیث) ترجمہ کہ رسول خدا ﷺ جب تکبیر

کہتے نماز کے شروع میں تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر لے جاتے (ترجمہ وحید الزمانؒ) دیکھئے تفسیر الباری ج ۱ ص ۱۳۵ و بخاری شریف اصل عربی ج ۱ ص ۱۱۴، تو حذاء کا مطلب برابر اور سیدھ بھی بیان کیا گیا ہے نہ یہ کہ مونڈھوں پر ہاتھ رکھتے جیسا کہ حذا کا غلط ترجمہ سینے پر ہاتھ رکھنے کا مولوی محمد اعظم صاحب نے کیا ہے اس لئے وہابیوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو اس تنکے نے بھی سہارا نہ دیا۔

(۳) فصل لربک وانحر کی تفسیر: قارئین محترم اِس آیت کی تفسیر میں مذکورہ ضعیف اقوال کی طرح اور بھی اسی طرح کئی مرجوع اقوال بیان کئے گئے ہیں مگر مفسرین کرام نے جس تفسیر کو راجع قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ فاسد عقیدہ والے لوگ اپنے معبودینِ باطلہ کیلئے نماز ادا کرتے تھے اور ان کی تعظیم کیلئے جانور ذبح کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے مقابلہ میں مسلمانوں کیلئے نبی پاک ﷺ پر یہ حکم نازل فرمایا کہ صرف اپنے رب کیلئے فرمان نماز کی ادائیگی اور قربانی کر اور حضرت قتادہ، عکرمہ عطار حمھم اللہ علیہم کہتے ہیں کہ نماز سے یہاں مراد عید الاضحیٰ کی نماز اور ''وانحر'' سے مُراد قربانی ہے (زبدۃ التفسیر ص ۸۲۴)

(۴) بخاری شریف کی شرح میں لکھا ہوا ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کے فالتو یا اضافی الفاظ (نبی پاک ﷺ کی رحلت طیبہ کے بعد) راوی نے اپنی طرف سے بڑھادیئے ہیں اور نئے الفاظ پر دین کے مسائل کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی جبکہ امت کے عمل سے بھی ان الفاظ کی تائید نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت علیؓ خلیفہ چہارم، حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت انسؓ، حضرت وائل اور تابعین میں سے حضرت مجلزؒ، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، امام اسحاق رحمھم اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ وہ سب کے سب ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے تھے امام احمد بن حنبل و امام ابوداؤد نے اسے سنت نبوی ﷺ قرار دیا ہے اور ابوداؤد نے جب امام احمد سے سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اسکی کوئی حیثیت نہیں ملخص (کتاب المسائل بحوالہ فیض الباری شرح بخاری ص ۳۳۶، ص ۲۲۷، حدیث واہلحدیث ص ۲۷۵ تا ۲۷۸۔)

قارئین کرام یہ ہے اہلحدیثوں کے گھر کا خزانہ کہ ایک سِکہ بھی کھرا نہیں نکلا اور اس قسم کی ضعیف وجھوٹی روایات کو ایسی دروغ گوئی سے لکھتے اور بیان کرتے ہیں کہ صحیح احادیث اور امت مسلمہ کے عمل بلکہ سنت طیبہ کا مذاق اس طرح اڑاتے ہیں کہ شاید کوئی غیر مسلم بھی یہ جرات نہ کر سکے مثلاً مولوی محمد حنیف غیر مقلد لکھتا ہے کہ حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ یہ آلہ تناسل پر ہاتھ باندھتے ہیں۔ دیکھئے قول حق ص ۶۲ بحوالہ نماز میں ہاتھ باندھنے کا ثبوت ص ۲۰۔

حکیم فیض عالم (رکن مجلس شوریٰ جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ اختلاف امت کا المیہ ص ۷۸ پر) مرحوم سنت نبوی کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید کا ایک نماز میں (شلوار کا نالا) ازار بند کھل گیا اُس نے سینے سے ہاتھ نیچے کر کے اسے سنبھال لیا بعد فراغتِ نماز مقتدیوں نے اُسے حیرانی سے دیکھا قاضی ابو یوسف نے فتویٰ دے دیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی صحیح ہے ان کے علاوہ مولوی محمد یوسف جے پوری غیر مقلد، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی نور حسین گرجاکھی، مولوی عبدالرحمٰن مبارک پوری وغیرھم نے بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے متعلق کئی غلط بیانیاں اور دغا بازیاں کیں جو اُن کی کتابوں میں موجود ہیں اسی طرح کی مثال مولوی محمد اعظم صاحب نے اپنے اسلاف کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے قائم کر دی کہ ضعیف اور من گھڑت روایات کو صحیح مسلک بتاتے ہیں اور صحیح احادیث کو ضعیف کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس قسم کے دھوکے اور خیانت سے محفوظ فرمائے (آمین)

آخر میں وہابی غیر مقلد مولویوں کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ اپنے فرقے کی بدہضمی درست کرنے کیلئے جو اس قسم کی کمزور اور ضعیف روایات کی دوائیاں عمل بالحدیث کے نام سے دے رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو بجائے شفا کے ہلاکت ہو جائے اس لئے اپنے فرقہ و عوام پر رحم فرمائیں کہ انہیں تحقیق کا نام لیکر تحلیل کے راستے پر چلا کر آخری زمانہ کے فتنہ میں ملوث نہ ہو جائیں جس کی نشاندہی صحیح احادیث میں نبی پاک ﷺ سے مروی ہے ترجمہ ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے دجال اور کذاب ہوں گے وہ تمہیں ایسی ایسی احادیث سنائیں گے جنہیں تم نے اور نہ ہی تمہارے آباء واجداد نے سُنا ہوگا لہٰذا ان سے اپنے کو بچانا کہیں غلط حدیثیں بیان کر کے تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں (مسلم ج ۱ ص ۱۰) اور خطیب بغدادی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپ کی امت میں کچھ جھوٹے لوگ بھی ہونگے۔ جن سے نبی پاک نے ڈرایا اور ان کی بیان کردہ احادیث سے بچنا ضروری قرار دیا ہے۔ دیکھئے صلوٰۃ الرسول مع تخریج وتعلیق طبع بلوکی بالسند حو ص ۲۵۔

ہم نے یہ تنقیح ''ان ارید الا الاصلاح'' (القرآن) کے تحت کی ہے صرف تعصب اور فرقہ پرستی کو مدنظر نہیں رکھا اس لئے کہ جناب مولوی محمد اعظم صاحب نے ضعیف اور من گھڑت روایات کو صحیح مسلک اور صحیح احادیث اور امت کے عمل ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث کی تمام اسناد کو ضعیف لکھا ہے اور

''الدعوۃ والارشاد''

(''اہلحدیث'' رسائل کی نظر میں)

بشکریہ رضائے مصطفیٰ

جس طرح ''سپاہ صحابہ'' دیوبندی وہابی فرقہ میں اپنے جدید نظریات و معمولات کے باعث ایک فرقہ در فرقہ ہے۔ (جس کی تفصیل کیلئے کتاب ''سپاہ صحابہ کی نقاب کشائی'' منگوا کر مطالعہ کریں) اسی طرح غیر مقلدین وہابیہ میں ''الدعوۃ والارشاد'' بھی اپنے جدید نظریات کے باعث ایک ''فرقہ در فرقہ'' ہے۔ ''الدعوۃ'' کے جدید نظریات اپنے ''شہداء'' کی نماز جنازہ غائبانہ نماز جنازہ اور ان کی شہادت پر خوشی منانا مٹھائی کھلانا اور دعوتیں اڑانا بھی ہے۔ جس کی تفصیل مجلّہ ''الدعوۃ'' کے تقریباً ہر شمارہ میں شائع ہوتی رہتی ہے۔ اور ''الدعوۃ'' (فروری) کے شمارہ میں بھی لکھا ہے۔ کہ ''حارث اعجاز کی والدہ نے کہا۔ میں بیٹے کی شہادت پر خوش ہوں۔ مبارکباد کی مستحق ہوں۔ میں اس خوشی میں اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ کر رہی ہوں۔ اس کے ساتھی آئے ہیں یہ دعوت کھائیں۔ پھر تمام ساتھیوں کو چائے اور مٹھائی پیش کی اور شرکاء جنازہ کو کھانا کھلایا۔ (رسالہ ''الدعوۃ'' فروری ۹۷ء ص ۲۹ ملخصا)

جہاں تک :۔ شہید کی ماں ہونے اور اس پر مبارکباد کا مستحق ہونے کا تعلق ہے۔ اگر واقعی کسی شہید کی ماں ایسا کہے اور صبر کرے تو باعث تعجب نہیں۔ لیکن شہداء کی لاشوں پر خوشی منانا۔ شہادت پر ولیمہ کرنا چائے مٹھائی پیش کرنا اور دعوتیں کھلانا سراسر بے مروتی غیر اخلاقی اور مبتدعانہ حرکات ہیں۔ تعجب ہے ''الدعوۃ'' والے اہل سنت کو تو امور خیر اور بات بات پر شرک و بدعت کا نشانہ بناتے ہیں۔ مگر خود اپنے واقعی ''بدعتی امور'' پر ذرا بھی خوف خدا نہیں کرتے۔ اسی لئے۔ خود ''اہلحدیث علماء ورسائل'' نے بھی ''الدعوۃ'' کے مذکورہ نظریات کی مخالفت کی ہے۔ اور شہداء کی نماز جنازہ۔ غائبانہ نماز جنازہ اور شہادت پر خوشی منانے کی تردید کی ہے۔ چنانچہ ''اہلحدیث کے شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی لاہور نے'' مسلک اہلحدیث'' کے تحت لکھا ہے۔ کہ ''شہید معرکہ کے بارے میں نماز جنازہ اگرچہ اختلافی مسئلہ ہے لیکن اس بارے میں راجح رائے یہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید معرکہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ خلافت راشدہ اور بعد کے ادوار میں شہدائے معرکہ کی نماز جنازہ کا رواج نہیں ہوا۔ کجا یہ کہ غائبانہ جنازہ ہو۔ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔

''رسول کریم نے احد کے شہداء پر نماز جنازہ نہیں پڑھی اور یہ بھی معروف نہیں کہ آپ نے دیگر غزوات میں اپنے کسی ساتھی شہید ہونے والے کی نماز جنازہ پڑھی ہو۔ اسی طرح بعد ازاں خلفائے راشدین اور ان کے ماتحت حکام کا طرز عمل رہا ہے۔ (زاد المعاد ج ۲ ص ۲۸)

حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو سنتِ رسول اور خلفاء راشدین کو ہی اپنا رواج بنانا چاہئے۔ (شہداء پر نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہئے)

اہلِ مدینہ، امام شافعی اور بیہقی نے ایسے تمام معارضات نقل کر کے شہید کی نماز جنازہ کی بجائے دعائے خیر کا مسلک اختیار کیا ہے۔ اور وہی راجح ہے۔ ''اہل حدیث'' کو تمام احادیث جمع کر کے صحیح مسلک اختیار کرنا چاہئے۔ احادیث کا ٹکراؤ پیدا کر کے اپنا مطلب نکالنا درست نہیں۔

غائبانہ جنازہ:۔ آج کل ''بعض جماعتیں'' اپنے مخصوص گروہی مقاصد کے لئے کشمیر وغیرہ میں شہید ہونے والوں کی غائبانہ نماز کے لئے وہ تمام اشتہاری وسائل اختیار کرتی ہیں۔ جو سیاستدان انتخابی سیاست میں استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی کی موت پر یہ انداز اعلان اس جاہلیت کی مذموم رسم (موت کا اشتہار دینا) میں شامل ہے جس کی ممانعت احادیث میں صراحۃً آئی ہے۔ حضرت حذیفہ اسی احتیاط کے پیش نظر موت کی اطلاع اقرباء تک کو بھی نہ دیتے تھے۔ کہ کہیں نعی نہ بن جائے۔ کسی کی موت کی خبر کی حد تک اس کے رشتہ داروں اور قریبی احباب کو اطلاع دینے کا جواز تو موجود ہے لیکن اس طرح کی اشتہار بازی شریعت میں سخت ناپسندیدہ ہے۔ نعی کی مذکورہ بالا صورت دیکھی جائے تو ایسے غائبانہ نماز جنازہ کی بھی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔ شریعت کے مسائل میں مقاصد شریعت کی بڑی اہمیت ہے۔ فتویٰ ان کی روشنی میں دیا جانا چاہئے۔ ''مرحوم مولانا خالد سیف شہید'' کی شہادت قابلِ رشک تھی۔ اس موقعہ پر ہائی کورٹ کے کئی جج اور دیگر اہم شخصیات موجود تھیں۔ سنت کے مطابق ان کو نہ غسل دیا گیا اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ احباب کے اکٹھے ہونے کی بناء پر دعا کر لی گئی تھی۔

خوشی منانا:۔ انسان کی موت برحق ہے اور شہادت ایک اعزاز بھی ہے۔ تاہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کی شہادت پر کبھی خوشی نہیں منائی۔ بلکہ جعفر طیار کے حادثہ کے بعد ایک عرصہ تک آپ کے چہرے پر غمی کے آثار نمایاں رہے۔ جو لوگ شہداء کی موت پر خوشیاں مناتے ہیں انہیں غور کرنا چاہئے۔ کہ آج اگر کسی دوسرے کا بھائی بیٹا شہید ہوا تو کل یہی واقعہ ان کے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے۔ ان کا ایمان نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے صحابہ سے زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ موت کا صدمہ ایک فطری امر ہے۔ انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء مذکورہ بالا نکات کی روشنی میں ہمارا طرز عمل درست سمت نہیں جا رہا۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔ (ماہنامہ محدث لاہور ماہِ جنوری ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۴۔ جنوری ۱۹۹۷ء)

تحریکِ جہاد بریگیڈ III

کے سرفروشوں کی ترک و تاز

مرکزی لیڈر غازی علم الدین لکھتے ہیں

تحریک جہاد III بریگیڈ نے 2000ء میں ایک سال کے دوران 800 بھارتی فوجی جہنم واصل کئے۔

سرینگر، کوٹلی، آن لائن، کے ایم ایس تفصیلات کے مطابق تحریک جہاد III بریگیڈ کے مجاہدین نے سال 2000 کے دوران 800 بھارتی فوجی جہنم واصل کئے جن میں 2 میجر۔ 3 کیپٹن۔ 4 لیفٹیننٹ اور صوبیدار رینک کے آفیسر بھی شامل ہیں صرف جموں سیکٹر میں تحریک جہاد III بریگیڈ نے 180 فوجی جہنم واصل کئے۔ جبکہ متعدد معرکوں میں 9 مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ بھارتی فوج کی 3 گاڑیاں تباہ کیں اور مال غنیمت کے طور پر 5 عدد امریکن سنائپر رائفلیں 2 عدد G.2 بندوقیں 3 عدد S.L.R گنیں 1 عدد شارٹ مشین گن 1 عدد فوجی ہیلمٹ بھی بھارتی فوج سے حاصل کیا جبکہ ایک بھارتی فوجی آفیسر سرجیت سنگھ کی لاش بھی اٹھا کر اپنے ساتھ لائے۔ مال غنیمت کی تصاویر موجود ہیں۔

خبریں مظفرآباد 5 جنوری۔ اوصاف اسلام آباد 6 جنوری:۔

2001ء مجاہدین تحریک جہاد III بریگیڈ کا پہلا کامیاب آپریشن میجر اور لیفٹیننٹ سمیت 42 بھارتی فوجی ہلاک۔ تفصیلات کے مطابق مقبوضہ کشمیر کے ضلع پونچھ کی تحصیل حویلی علاقہ منڈی کے گاؤں اڑائی میں بھارتی فوج کی ایک بڑی پوسٹ پر مجاہدین تحریک جہاد III بریگیڈ نے دیگر تنظیموں کے ساتھ ملکر مشترکہ طور پر یارسول اللہ کے نعروں کی گونج میں راکٹوں، مشین گنوں، گرنیڈ شیلوں اور میزائلوں سے اچانک حملہ کر دیا حملہ اتنا زوردار تھا کہ دشمن کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا اور مجاہدین نے سال نو کا سب سے بڑا آپریشن کرتے ہوئے میجر اور کیپٹن سمیت 42 فوجی واصل جہنم کر دیئے اور مجاہدین کامیاب کاروائی کے بعد باحفاظت اپنے محفوظ ٹھکانوں پر پہنچ گئے۔

مجلۃ الحقیقۃ مجاہدین کا ترجمان اور اہلسنت کا پاسبان ہے۔ (کمانڈر اشفاق احمد بھروال)

جہاد کشمیر کے حوالہ سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ کوئی ایسا رسالہ شائع کیا جائے جو جہاد کے ساتھ مسلک اہلسنت کی بھی ترجمانی کرے کیونکہ کشمیر کے اندر اولیاء اللہ نے اسلام پھیلایا اور ان ہی کے ماننے والے آج جہاد میں مصروف ہیں لیکن قلمی میدان میں کمی محسوس کی جارہی تھی جسے محسن اہلسنت جناب پروفیسر علامہ محمد حسین آسی صاحب نے مجلۃ الحقیقۃ کی صورت میں پورا کر دیا ہم دل کی گہرائیوں سے مجلۃ الحقیقۃ کی انتظامیہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اللہ الحقیقۃ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

تحریک جہاد III بریگیڈ کا بھارتی فوج پر فدائی حملہ 18 فوجی ہلاک 2 مجاہد شہید:۔

یکم جنوری 2001ء کو تحریک جہاد III بریگیڈ کے فدائی سکارڈ نے مقبوضہ کشمیر کے ضلع پونچھ تحصیل سرنکوٹ کے علاقہ دونگ کے مقام پر بھارتی فوجی کیمپ پر فدائی حملہ کر کے 18 فوجی جہنم واصل کر دیئے تفصیلات کے مطابق دونگ کے مقام پر بھارتی فوج نے دو ماہ سے ایک کیمپ قائم کیا ہوا تھا جہاں پر مظلوم کشمیری مسلمانوں سے بیگار لی جاتی اور تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا جب اس کی خبر مجاہدین تک پہنچی تو تحریک جہاد III بریگیڈ نے کمانڈر عمیر الاسلام کی قیادت میں 3 رکنی فدائی گروپ تشکیل دیا 2001ء کی پہلی رات یہ تینوں فدائی کیمپ میں داخل ہو گئے سب سے پہلے دو سنتری ہلاک کیے اور ان کی وردیاں پہن لیں اور کیمپ کے اندر بارود لگا دیا ابھی اثنا میں تین فوجیوں پر مشتمل گشتی پارٹی وہاں سے گزری اور مجاہدین سے آمنا سامنا ہو گیا فدائی مجاہدین نے سلنسر لگی گنوں سے تینوں کو واصل جہنم کر کے ان کے سر کاٹ کر اپنے ساتھ لیے اور کیمپ سے باحفاظت باہر نکل کر ریموٹ کنٹرول سے بارود کا دھماکہ کر دیا اور خود باہر گھات لگا کر بیٹھ گئے دھماکہ اتنا زوردار تھا کہ کیمپ فوجیوں کی لاشوں سمیت جو ہوا میں بکھر گیا چند فوجی جو کہ بچ کر باہر کی طرف بھاگے تو گھات میں بیٹھے ہوئے مجاہدین نے انہیں گولیوں سے بھون ڈالا اور تین سر لے کر اپنے محفوظ ٹھکانوں پر پہنچ گئے ایک گھنٹہ 45 منٹ کے اس آپریشن میں ایک آفیسر سمیت 18 بھارتی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے بھارتی فوج نے پورے علاقے کو گھیرے میں لے لیا اور گھر گھر تلاشی مہم کے دوران تحریک جہاد کے دو سینئر کارکنوں صدیق احمد گوجر اور جمال الدین کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد گولی مار کر شہید کر دیا کمانڈر اشفاق احمد بھروال نے 2001ء کی پہلی فدائی کاروائی کرنے پر تحریک جہاد III بریگیڈ کے جانباز جیالوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور شہداء کے درجات کی بلندی کیلئے دعا کی انہوں نے فرمایا کہ وہ دن دور نہیں جب مجاہدین بھاگتی ہوئی انڈین آرمی کا دہلی تک پیچھا کریں گے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر کوئی ایک بار رسول اللہ کا نعرہ لگانے والا جہاد کی ٹریننگ حاصل کر لے ہم نے پلیٹ فارم مہیا کر دیا ہے یہ علماء و مشائخ اہلسنت کا فرض بنتا ہے کہ تحریک جہاد III بریگیڈ کے ساتھ جانی و مالی تعاون کریں کیونکہ یہ عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی جہادی بریگیڈ ہے۔

جہانِ کتاب

کتاب: آدابُ السلوک

تصنیف: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
صفحات:

مترجم: ظفر اقبال کلیار
ہدیہ: روپے

تبصرہ نگار: ظہیر باقر بلوچ
ناشر: ''زاویہ'' 8۔سی دربار مارکیٹ لاہور

کتاب ''آداب السلوک'' میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف فتوح الغیب کو جدید انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے مؤلف محمد عنان نصوح عزقول نے فتوح الغیب کے مختلف نسخوں کی تحقیق اور جرح وتعدیل کے بعد اسے عربی زبان میں شائع کروایا جس کا ترجمہ جناب ظفر اقبال کلیار نے کیا ہے۔ اس سے پہلے کلیار صاحب حضور غوث الثقلینؒ کی ایک تصنیف ''سر الاسرار'' کا ترجمہ بھی کر چکے ہیں۔ جسے محمد عنان نصوح ہی نے بڑی تحقیق کے بعد عربی میں شائع کیا تھا۔ زاویہ کے تحت عربی سے اردو تراجم کا یہ سلسلہ بڑا مبارک ہے۔ جس کے ذریعے نہ صرف عرب دنیا کی جدید ترین تحقیقات قارئینِ اردو تک پہنچتی ہیں بلکہ اہل علم کے ذوق کی آبیاری کے ساتھ ساتھ امت مرحومہ میں یک رنگی اور یکجہتی کی بنیاد بھی فراہم ہوتی ہے۔ کتاب آداب السلوک تصوف اور طریقت کے موضوع پر ہے ہم جانتے ہیں کہ دنیا تیزی سے تصوف اور روحانیت کی طرف رجوع کر رہی ہے۔

مذہب اور روحانیت سے دوری نے انسان کو خواہشاتِ نفسانی کا بے دام غلام بنا کر اس کی روح کو بے چین، ضمیر کو مردہ اور وجود کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

چنانچہ اس روحانی نا آسودگی کے ہاتھوں اہل فکر و نظر یہ سوچنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ انسانیت کو دوبارہ مذہب اور روحانیت کی طرف لوٹنا چاہیے۔

کتاب: شانِ رسول (عقائد صحابہ کی روشنی میں)

تصنیف: غلام مصطفےٰ مجددی
صفحات: 208

تبصرہ نگار: ظہیر باقر بلوچ
ہدیہ: 100 روپے

ناشر: ''زاویہ'' 8۔سی دربار مارکیٹ لاہور

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے حضور ختمی مرتبت کے قرب سے مشرف فرمایا۔ اُن کے قلوب کو عظمتِ مصطفٰے کا امین بنایا اور ان کی زبانوں کو کوثر تسنیم سے دھو کر اُن سے اپنے حبیب لبیب کا ذکر بلند کیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ ہمارا سرمایہ قرآن و حدیث صحابہ کرام ہی کے وسیلے سے ہم تک پہنچا ہے۔ جس طرح احادیث رسول قرآن کی شرح ہیں بالکل اسی طرح آثارِ صحابہ بھی قرآن و حدیث کی شرح ہیں۔ فرمانِ رسول ہے ''میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں پس تم نے جس کی بھی پیروی کی ہدایت پائی۔'' زیرِ نظر کتاب میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق صحابہ کرام کے اعتقادات کو روایاتِ صحیحہ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے اس کتاب کو عشقِ رسول، حسنِ رسول، ادبِ رسول، علم رسول، حکم رسول، ذکرِ رسول، آلِ رسول اور مدد رسول کے عنوانات کے تحت آٹھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ اور ہر باب میں متعلقہ بعنوان کے حوالے سے صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین کے عقائد کو نہایت صراحت سے بیان کیا ہے۔ ساتویں باب ''آل رسول'' میں انہوں نے آلِ رسول اور اصحابِ رسول کے باہمی تعلقاتِ محبت و یگانگت کو بحسن و خوبی بیان کیا ہے جو مذہب کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کے لئے ایک دعوتِ فکر ہے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ زاویہ 10 مرکز الاولیس (ستا ہوٹل) دربار مارکیٹ لاہور فون: 7113553

محبت نامے

علامہ محمد نور المصطفیٰ لکھتے ہیں۔

سلام مسنون! آپ کا عنائت نامہ عزیزم شاہد اقبال سلمہٗ کے ذریعہ موصول ہوا الحقیقہ کا شمارہ جنوری بھی 20 عدد موصول ہوئے
آپ کی مسلسل عنایات و نوازشات کا بے حد شکر گزار ہوں۔ اپنی کوتاہیوں اور نالائقی کے سبب زیارت و ملاقات سے محروم رہا
ہوں امید ہے خیال نہیں فرمائیں گے، ''الحقیقہ'' جس برق رفتاری سے ترقی کی منازل طے کر رہا ہے وہ آپ کی پر خلوص اور
درمندانہ کاوشوں کا نتیجہ ہے الحمد للہ رب العالمین۔

فقیر اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں ہے ''الحقیقہ'' کے لئے مسلسل رابطے کر رہا ہوں 10 سالانہ خریداروں کے پتہ جات حاضر خدمت ہیں ان کے نام
ایک ایک سال کے لئے ''الحقیقہ'' جاری فرما دیں۔ مبلغ =/1000 روپے سالانہ زرتعاون آج ہی منی آرڈر کر دیئے ہیں۔ مزید خریدار بنانے کی مہم جاری ہے۔
اللہ کریم اپنے فضل و احسان سے کامیابی سے سرفراز فرمائے آمین۔

مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران آپ کے عزائم اور ارادوں کی تکمیل ہو رہی ہے یہ کام آنجناب کے حصے میں تھا الحمد للہ الحقیقہ نے باطل کو لگام
ڈال دی ہے،

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نظر رحمت اور تاجدارِ علی پور شریف کا روحانی تصرف شامل حال ہے جہاں بھی الحقیقہ پہنچ رہا ہے۔ بیداری کی لہر نظر آ
رہی ہے، ہر طرف سے مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے ہر ماہ اشاعت میں اضافہ پڑھ کر قلبی سکون ہوا ہے، اللہ کریم آپ پر اپنے لطف و کرم کی بارش فرمائے۔ اور
تائید غیبی سے نوازے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

جامعہ انوار لاثانی کے قیام اور درس نظامی کے اجرا کا پڑھ کر دل سے دعائیں نکلیں مولیٰ تعالیٰ اس جامعہ کو علوم اسلامیہ کا مرکز بنائے اور تشنگانِ علوم
دینیہ آپ کے زیر سایہ سیراب ہوتے رہے۔ حافظ محمد سعید کا انتخاب خوب ہے صاحب صلاحیت ہیں آپ کی راہنمائی میں اس شعبہ میں کامیاب ہوں گے،
حضرت والد صاحب کا مدظلہ سے تفصیلی عرض کر کے اجازت لے لی جائے گی۔ محمد عابد اور محمد طاہر سلمہما کا آپ کے زیر سایہ جامعہ انوار لاثانی میں قیام یقیناً ان
کے لئے مفید ہو گا ان کے بارے میں قبلہ والد گرامی مدظلہ سے اجازت حاصل کر لی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آپ کی دعاؤں کا متمنی...... آپ کا ادنیٰ خادم محمد نور المصطفیٰ رضوی

تحریک جہاد بریگیڈ 111 کے کمانڈر اشفاق احمد بھروال لکھتے ہیں

بعدہٗ سلام مسنون آپ کا شائع کردہ مجلّہ الحقیقہ محمد اجمل صاحب کے وساطت سے پہنچا دیکھ کر دلی مسرت ہوئی کہ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں
ہمارا مجلّہ بھی آ گیا ہے میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا لیکن عدم فرصت کی وجہ سے معذرت چاہتا ہوں اور چیف آ گنائزر کمانڈر علم الدین غازی صاحب
کو آپ کی خدمت میں تحریک کا ریکارڈ وغیرہ دیکر بھیج رہا ہوں امید ہے کہ آپ تحریک کی سرپرستی فرما کر مسلک اہلسنت کے فروغ کیلئے مہربانی فرمائیں قبلہ یہ
آپ کی تحریک ہے اور آپ جیسے بزرگ سرپرستی فرمائیں گے تو وہ دن دور نہیں جب باطل مٹ جائے گا اور حق کا بول بالا ہو گا ہمارے لیے دعا بھی فرمائیں کہ اللہ
تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہم گنہگاروں سے دین کا کام لیتا رہے انشاء اللہ خبریں ہر مہینے آپ کے پاس پہنچتی رہیں گی۔ والسلام

حضرت پیر بدرالدجیٰ چوراہی کے تاثرات

مورخہ 22 جنوری کو موضع میلو سیلو شکر گڑھ میں مرکزی امیر شیران اسلام جناب شجاعت علی مجاہد ل ضلعی امیر رانا عطا الحق مدیر مسئول غلام مصطفےٰ
مجددی اور دیگر اراکین شیرانِ اسلام نے چورہ شریف کے مرکزی سجادہ نشین حضور قبلہ عالم پیر بدرالدجی چوراہی کی زیارت کی۔ حضرتِ والا نے شیرانِ اسلام
کے قیام پر از حد مسرت کا اظہار فرمایا اور اپنے تمام احباب طریقت کو نصیحت فرمائی کہ وہ سب اس تحریک کے ساتھ تعاون کریں۔ حضرتِ والا تمام ملکی و بین
الاقوامی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے اہل سنت و جماعت کے خلاف ہونے والی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا بڑی بالغ نظری کے ساتھ تجزیہ فرمایا
اور شیرانِ اسلام کے کردار اور عزائم کو اچھے الفاظ میں سراہا۔ سرپرستی کی یقین دہانی بھی کرائی۔ مجلۃ الحقیقہ کے بارے میں فرمایا یہ مجلّہ وقت کی آواز ہے۔ مولا
کریم ایسے مشائخ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

قدوۃ السالکین، اسوۃ الکاملین، غوثِ صمدانی، نقش لاثانی حضور قبلہ عالم پیر سید علی حسین شاہ علی پوری

مورخہ ۲ ذوالحج بمطابق ۲۶ فروری بروز پیر شریف

کا سالانہ

عظیم الشان

عرس شہنشاہِ ولایت

بمقام: نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

بوقت: صبح ۱۰ بجے تا بعد نمازِ عصر

صدارت

اعلیٰ حضرت پیر طریقت حضور پیر

سید ظفر اقبال شاہ

سجادہ نشین علی پور شریف

خطابت

مبلغ عرب و عجم خطیب الاسلام حضرت پیر

سید شبیر حسین شاہ

حافظ آبادی

آمدِ خاص

جناب شجاعت علی مجاہد

مرکزی امیر شیرانِ اسلام پاکستان

نقابت

غلام مصطفٰی مجددی ایم اے

مدیر "الحقیقہ"

جملہ برادرانِ طریقت اور احبابِ اہلِ سنت کو شرکت کی دعوت ہے

لنگر شریف کا انتظام ہوگا۔

الداعی الی الخیر

الحاج محمد حسین آسی نقشبندی